صحابی کی تعریف کا تحقیقی جائزہ

قسط نمبر ۲

تحریر: عرفان خالد ڈھلوں، لیکچرار، شریعہ اکیڈمی، انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

صحبت کی کم از کم مدت:

اصولیین نے "طویل صحبت" اور "کثرت مجالس" کی شرط عائد کر کے لفظ صحابی کے دائرہ کو محدود کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد کا "صحابیت" سے خارج ہونا لازم آتا ہے۔ طویل صحبت سے کیا مراد ہے؟ کتنی مدت کو طویل صحبت کہا جائے گا۔ اس کے تعین میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔ مثلاً حضرت سعید بن المسیبؒ (م ۹۴ھ) نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں ایک سال یا دو سال رہنا اور آپ ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ یا دو غزوات میں شریک ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

علامہ عبدالعزیز البخاری (م ۷۳۰ھ) نے اپنے شیخ المایمرغی (۱) سے روایت کیا ہے کہ صحبت کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے (۲)

اگر صحبت کی کم از کم مدت چھ ماہ ہی قرار دی جائے تو حضرت جریر بن عبداللہ البجلی (۳)

۱۔ محمد بن محمد بن الیاس۔ ایک شہر مایمرغ سے المایمرغی کہلائے۔ آپ فقیہ اصولی اور متکلم تھے۔ آپ کا انتقال ۷۵۱ھ کو ہوا۔ آپ کی چند اہم کتب: المنار فی الاصول۔ العدۃ۔ المنار فی اصول الدین۔ (اللباب لابن الاثیر ۱۵۸/۳۔ معجم البلدان لعمر رضا ۶۶/۹)

۲۔ کشف الاسرار لعبدالعزیز البخاری ۷۱۲/۲

۳۔ جریر بن عبداللہ بن جابر بن مالک۔ آپ اپنی والدہ بجیلۃ بنت صعب کی نسبت سے البجلی مشہور ہوئے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی رحلت سے چالیس روز قبل اسلام لائے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ آپ ۱۰ھ سے قبل مسلمان ہوگئے تھے جبکہ ایک رائے یہ ہے کہ آپ رمضان ۱۰ھ میں ایمان لائے اور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔ آپ خوبصورت تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو اس امت کا یوسف قرار دیا۔ آپ کی وفات ۵۱ھ اور ایک روایت کے مطابق ۵۴ھ کو ہوئی (الطبقات الکبری لابن سعد ۲۲/۶۔ الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۴۰/۲ ومابعد۔ الاصابۃ لابن حجر عسقلانی ۷۶/۲ ومابعد۔ اسد الغابۃ لابن الاثیر ۵۲۹/۱۔ المعارف لابن قتیبۃ ص ۱۲۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۱۴۹/۴ ومابعد) سیر اعلام النبلاء للذھبی ۵۳۰/۲ ومابعد۔ شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح ۱۹۵/۱۲)

جیسے حضرات صحابی نہیں رہتے۔ حضرت جریرؓ نے نبی اکرم ﷺ کی وفات سے صرف چالیس روز قبل اسلام قبول کیا تھا۔ حالانکہ وہ بالاتفاق صحابی ہیں۔

اسی طرح ایک بڑی تعداد ان صحابہ کرامؓ کی ہے جو وفود کی مشکل میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ کچھ دیر ٹھہرے اور پھر واپس چلے گئے۔ مثلاً حضرت جارود بن عمرو بن حنش (۱) اور حضرت وائل بن حجر (۲) وغیرہ۔ یہ حضرت بھی اصولیین کے نزدیک صحابہ نہیں رہتے۔ حالانکہ' وہ دیدارِ رسول ﷺ اور مجلس نبوی ﷺ کے فیض سے مستفید ہوئے۔

لہذا ''طویل صحبت'' کی شرط میں یہ نقص پایا جاتا ہے کہ اس سے بہت سے صحابہ کرامؓ صحابی ہونے کے شرف سے محروم ہو جاتے ہیں جو کہ خلافِ واقعہ ہے۔

صحبت کی کم از کم مدت کا تعین کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی لئے علماء نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔ جو بھی حد مقرر کی جائے گی اس کی زد میں کسی نہ کسی صحابی کا نام آجائے گا۔ علمائے اصول نے صحبت کی کثرت کی قید تو لگا دی ہے لیکن اس کثرت کی تعداد کا تعین نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کی کوئی حد مقرر کی جاسکتی ہے۔ امام غزالی (م ۵۰۵ھ) علامہ ابن الاثیر (م ۶۰۶ھ)'

۱۔ جارود بن عمرو بن حنش۔ ان کا ایک نام جارود بن دبشیر بن معلی بھی ہے اور جارود بن المعلی بن عمرو بن حنش بشر بن حنش' جارود بن عمرو بن العلاء اور جارود بن المعلی العلاء بھی آئے ہیں۔ پہلے آپ نصرانی تھے۔ آپ عبد القیس کے وفد کی حیثیت سے نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا (اے محمد ﷺ! میں ایک دین پر ہوں اور اب آپ کے دین کی خاطر اپنا دین چھوڑ رہا ہوں۔ کیا آپ میرے قرض کی ضمانت لیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں۔ حضرت جارودؓ اور آپ کے ساتھی اسلام لے آئے۔ پھر حضرت جارودؓ واپس اپنی قوم میں چلے گئے اور مرتے دم تک دین اسلام پر قائم رہے۔ ان کا حضرت عمرؓ کے زمانے میں ۲۱ھ میں وصال ہوا۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۸۷/۲ ومابعد۔ الاصابة لابن حجر العسقلانی ۵۰/۲ ومابعد۔ اسد الغابة لابن الاثیر ۴۹۸/۱ ومابعد۔ السیرة النبویة لابن هشام ۲۲۱/۴ ومابعد)

۲۔ وائل بن حجرؓ۔ آپ حضر موت سے نبی اکرم ﷺ کے پاس وفد کے ساتھ آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو حضرت وائلؓ کے آنے سے پہلے ان کی آمد کا بتلا دیا تھا۔ ان کے آنے پر نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر پھیلائی اور اس پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ ان کے اور ان کے والد کیلئے دعا کی۔ آپ کے والد حضر موت کے حکمرانوں میں سے تھے۔ آپ نے حضرت علیؓ کے ہمراہ جنگ صفین (۳۷ھ) میں شرکت کی (الطبقات الکبری لابن سعد ۲۶/۶۔ الاستیعاب لابن عبدالبر ۴۴/۱۱ الاصابة لابن حجر العسقلانی ۲۹۴/۱۰ ومابعد۔ اسد الغابة لابن الاثیر ۴۰۵/۵ ومابعد۔ السیرة علام النبلاء للذهبی ۵۷۲/۲ ومابعد)

علامہ زرکشی(م ۷۹۴ھ)٬ علامہ ابن ہمام(م ۸۶۱ھ)اور قاضی محبّ اللہ بن عبدالشکور (م ۱۱۱۹ھ)وغیرہ نے اسی رائے کا اظہار فرمایا ہے کہ صحبت کی مدت متعین نہیں ہے(۱)

غزوات میں شرکت کا مسئلہ

اسی طرح اگر کم از کم ایک غزوہ میں شرکت کی شرط برقرار رکھی جائے تو حضرت حسان بن ثابتؓ(۲) صحابی باقی نہیں رہتے کیونکہ آپ نے کسی غزوہ میں میں حصہ نہیں لیا۔

حضرت سعید بن المسیب(م ۹۴ھ)سے روایت کی جانے والی تعریف جس میں انہوں نے صحابی کیلئے ایک یا دو سال کی صحبت اور آپ ﷺ کے ہمراہ ایک یا دو غزوات میں شرکت کی شرط لگائی ہے٬ کے بارے میں علماء نے یہ رائے دی ہے کہ اس تعریف کو حضرت سعید بن المسیب سے منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ علامہ ابن الصلاح(م ۶۴۳ھ)نے کہا ہے کہ اس قول کو حضرت سعید بن المسیب سے منسوب کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی اسناد میں ایک راوی محمد بن عمرو واقدی(م ۲۰۷ھ)ہے جو کہ ضعیف ہے(۳)

علامہ نوویؒ(م ۶۷۷ھ)نے حضرت سعید بن المسیب کی روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ :فان صح عنه فضعيف(۴)

۱۔ المستصفی للغزالی ص ۱۳۱- جامع الاصول لابن [illegible] ۷۴/۱- البحرالمحیط للزرکشی ۳۰۲/۴- تیسرا التحریر لامیر بادشاه ۶۶/۳- المستصفی وبذیله فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت لمحب الله بن عبدالشکور ۱۵۸/۲

۲۔ حضرت حسان بن ثابت بن المنذرؓ۔ انصاری۔ خزرجی۔ قدیم الاسلام تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت حسانؓ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ انہوں نے ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں گزارے۔ کمزور دل ہونے کی وجہ سے کسی غزوہ میں شریک نہ ہوئے۔ البتہ انہوں نے زبان سے جہاد کیا اور شعر کہہ کر نبی اکرم ﷺ کا دفاع کیا۔ آپ کی وفات کے بارے میں تین اقوال ہیں :۴۰ھ سے قبل فوت ہوئے٬ ۵۰ھ ٫ ۵۴ھ کو فوت ہوئے۔(السیرة النبویة لابن ھشام ۲۳۹/۳- السیرة النبویةلابن کثیر ۲۰۸/۳ ومابعد-المعارف لابن قتیبة ۱۳۵ ومابعد- الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۳/۳ ومابعد-الاصابةلابن حجرالعسقلانی ۲۳۷/۲ ومابعد-اسدالغابة لابن الاثیر ۶/۲ ومابعد-شرح الطیبی علی مشکوة المصابیح ۲۰۲/۱۲- سیر اعلام النبلاء للذھبی ۵۱۲/۲ مابعد-)

۳۔ التقییدوالایضاح للعراقی ص ۲۹۷

۴۔ التقریب للنووی ص ۳٤

علامہ طوفی (م۷۱۶ھ) نے یہ قول حضرت سعید بن المسیبؒ کا ہونے کے بارے میں گمان ظاہر کیا ہے (۱) یقین کا اظہار نہیں کیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا عمل حضرت سعید بن المسیبؒ کے قول کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے متفقہ طور پر ان تمام لوگوں کو جو حجۃ الوداع کے سوا کسی اور موقع پر نبی اکرم ﷺ کے پاس اکٹھے نہیں ہوئے۔ بھی صحابہ کرامؓ میں شمار کیا ہے (۲)

علامہ سیوطیؒ م (۹۱۱ھ) نے بھی اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"فان صح عنه فضعیف" (۳)

جہاں تک حضرت انسؓ کی اس روایت کا تعلق ہے کہ آپ نے اس سوال کے جواب میں کہ کیا نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ میں سے آپ کے علاوہ کوئی موجود ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ حالانکہ اس وقت اعرابی لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ اس روایت سے اصطلاحی "صحبت" کی نفی ثابت کی جاسکتی ہے جو اصولیین کے نزدیک ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک "صحبت" کی اس روایت سے نفی ثابت نہیں ہوتی جو صحبت کے لئے محض ایک مرتبہ دیکھنا بھی کافی قرار دیتے ہیں (۴)

صحبت نبی ﷺ کی عظمت

صحبت کو زمانے کی کسی قید مقید نہیں کیا جاسکتا۔ "صحبت نبوی" ایک عظیم شرف ہے جس کو یہ سعادت نصیب ہو جائے وہ دوسرے تمام انسانوں سے افضل ہے۔ خواہ اسے یہ شرف زندگی میں ایک مرتبہ اور تھوڑی دیر کیلئے ہی حاصل ہوا ہو۔ صحابہ کرامؓ کا نبی اکرم ﷺ کے دیدار اور آپ کی صحبت کا اعزاز حاصل کرنا ایک ایسی چیز ہے جو صحابہ کرامؓ کے بعد آنے والوں کیلئے ممکن نہیں ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو بشارت و مبارک دی ہے۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ (م۷۴ھ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

"طوبى لمن رآني وآمن بي" (۵)

۱۔ شرح مختصر الروضۃ للطوفی ص ۵۴۳

۲۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۳/۷

۳۔ تدریب الراوی للسیوطی ۲/۲۱۱

۴۔ الباعث الحثیث لاحمد محمد شاکر ص ۱۷۱

۵۔ مسند احمد بن حنبل ۳/۷۱۔ مسند ابی یعلی ۲/۱۲۹

حضرت انسؓ سے بھی ایسی ہی ایک روایت ہے(۱)

نبی اکرم ﷺ نے لفظ "طوبیٰ" کی تشریح میں فرمایا:

"شجرة في الجنة مسيرة مائة عام ثياب اهل الجنة تخرج من اكمامها"(۲)

نبی اکرم ﷺ کا دیدار اور آپ سے ملاقات ہی وہ عظیم شرف و منزلت ہے جس کی وجہ سے صحابہ کرامؓ تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

علامہ قرطبیؒ (۳) لکھتے ہیں کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کو اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ دیکھا تو وہ بھی اپنے بعد آنے والوں سے افضل ہے۔

"وان من صحب النبي ﷺ ورآه ولو مرة في عمره افضل ممن ياتي بعده"(۴)

صحبت پر زمانے کی قید لگا کر صحابہ کرامؓ کو فضیلت کے اس مقام و مرتبہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا جس پر وہ فائز ہیں۔

اتباع کی شرط

اصولیین نے صحابی کیلئے جہاں "صحبت نبوی" اور "کثرت مجالس" کا ذکر کیا ہے وہاں یہ قید بھی لگائی ہے کہ صحبت اور مجالس نبوی میں شرکت کی غرض و ارادہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع و پیروی کرنا ہو۔ اگر کسی نے اتباع کی غرض کے بغیر آپ ﷺ کی مجالس میں شرکت کی اور آپ کی صحبت میں رہا تو وہ صحابی نہیں کہلائے گا۔

اس بات کی شرعی طور پر کوئی گنجائش نہیں ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو کر نبی ﷺ کی صحبت میں رہے، آپ کی مجالس میں شریک ہو، آپ کے افعال کا مشاہدہ کرے اور آپ کی گفتگو سنے لیکن اس کی نیت و ارادہ آپ کی اتباع و اطاعت نہ ہو۔ اسلام میں ایمان لانے کے ساتھ التزام اطاعتِ رسول ﷺ بھی ضروری ہے۔ جو شخص اتباعِ رسول ﷺ کی نیت کے ساتھ ایمان نہیں

۱۔ مسند احمد بن حنبل ۳/۱۵۵۔ مسند ابی یعلی ۳/۳۶۶

۲۔ مسند احمد بن حنبل ۳/۷۱۔ مسند ابی یعلی میں لفظ "عام" کی جگہ "سنۃ" آیا ہے۔ مسند ابی یعلی ۲/۱۲۹

۳۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح۔ مالکی، مفسر، اندلس کے شہر قرطبہ کی نسبت سے القرطبی کہلائے۔ آپ کا انتقال ۶۷۱ھ کو مدینہ میں ہوا۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں: شرح الاسماء الحسنی، جامع احکام القرآن والمبين لماتضمنه من السنة وآی القرآن۔ التذكار فی افضل الاذكار (طبقات المفسرين للداوودی ۲/۶۹ ومابعد۔ هداية العارفين لاسماعيل باشا ۲/۱۲۹)

۴۔ الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ۴/۱۷۱

لا تا اس کا ایمان ہی نہیں ہے۔ ہر حالت میں اور بلا چوں وچرا اتباع رسول ﷺ ایمان کیلئے ضروری ہے۔ ورنہ ایمان ہی قبول نہیں ہوگا۔ صحابی ہونا تو ایمان لانے کے بعد کی بات ہے۔ ایمان اور التزام اتباع رسول ﷺ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ اس بارے میں قرآن مجید کی ایک صریح نص ہے :

"فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما"(۱)

تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنیوالا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر تسلیم خم کر لیں۔

شریعت نے اللہ کے ساتھ محبت کے دعویٰ کی قبولیت کو بھی اتباعِ رسول ﷺ کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے :

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم"(۲)

اے نبی ﷺ لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

لہذا صحابی ہونے کیلئے ایمان کی حالت میں صحبت و مجلس نبوی میں شرکت کی شرط ہی کافی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اتباعِ رسول ﷺ ایمان میں داخل ہے۔ صحابہ کرام ﷺ کے بارے میں یہ کلام کرنا محال ہے کہ ان میں سے کوئی صحبت نبوی میں رہا ہو مگر اس کا ارادہ و مقصد آپ ﷺ کی اتباع و پیروی کا نہیں تھا۔ تمام صحابہ کرامؓ اللہ کے رسول ﷺ کے تابع تھے۔

محمد بن کعب قرظی (۳) بیان کرتے ہیں کہ کوفہ کے ایک شخص نے حضرت

۱۔ سورت النساء : ۶۵

۲۔ سورت آل عمران : ۳۱

۳۔ محمد بن کعب بن سلم بن اسد' القرظی' تابعی' مدنی۔ کثیر الحدیث۔ ثقہ۔ عالم بالقرآن۔ آپ کا انتقال ۱۰۸ھ کو ہوا۔ آپ کے سال وفات کے بارے میں ۱۰۸ھ اور ۱۲۰ھ کے درمیان اقوال بھی ہیں۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۴۴/۱۰۔ الاصابۃ لابن حجر عسقلانی ۷۰/۱۰۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی ۶۵/۵ ومابعد۔ تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی ۴۲۰/۹ ومابعد)

حذیفہؓ بن یمان(۱) سے دریافت کیا: اے ابو عبداللہ کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کا دیدار کیا اور آپ کی صحبت کا شرف پایا؟ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا: ہاں اے بھائی۔ کوفی نے پھر پوچھا۔ آپ لوگ (نبی اکرم ﷺ کے ساتھ) کیسا برتاؤ کرتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا۔
" واللہ لقد کنا نجھد"(۲) (اللہ کی قسم! ہم سب (رسول اللہؐ) کی اطاعت کیلئے سرگرم رہتے تھے۔)

اخذِ علم کی شرط

جمہور اصولیین نے صحابی کیلئے ایک شرط یہ بھی عائد کی ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں اخذِ علم کیا ہو۔ اگر اس نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت اور آپ ﷺ کی مجالس میں شرکت کی لیکن آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے کسی علم کا استفادہ نہیں کیا تو پھر اصولیین کے نزدیک وہ صحابی نہیں ہے۔

جمہور اصولیین اپنے موقف کی تائید میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ کسی عالم کا صاحب وہی ہوتا ہے جس اس کی صحبت میں رہے اور اس سے علم سیکھے۔ اسی لئے یہ کہا جاتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ (۳) اور امام

۱۔ حذیفہ بن الیمان۔ یہ حذیفہ بن حسل بن جابر ہیں۔ حسیل یا حسل کا لقب الیمان تھا۔ حضرت حذیفہ نبی اکرمؐ کیلئے دشمنوں میں جاسوسی کیا کرتے تھے۔ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ آپ کا انتقال ۳۶ھ کو مدائن میں ہوا (الاستیعاب لابن عبدالبر ۳۱۸/۲۔ المعارف لابن قتیبة ۱۱٤۔ الاصابة لابن حجر عسقلانی ۲۲۳/۲۔ اسد الغابة لابن الاثیر ۷۰٦/۱ ومابعد۔ حلیة الاولیاء لابی نعیم ۲۷۰/۱ ومابعد۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۱۵/٦ وما بعد۔ شرح الطیبی علی مشکوٰة المصابیح ۲۰۰/۱۲۔ الکاشف للذھبی ۱۵۲/۱۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی ۳٦۱/۲ ومابعد۔

۲۔ السیرة النبویة لابن هشام ۲٤۲/۲۔۲٤۳

۳۔ یعقوب بن ابراہیم۔ کنیت ابو یوسف۔ خاندان انصار سے تعلق تھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد۔ فقیہ عراق۔ بنو عباس کے تین بادشاہوں مہدی، ہادی اور ہارون الرشید کے ادوار میں قضاء کے عہدے پر فائز رہے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بغداد کے قاضی القضاة تھے۔ حنفی مذہب کی اشاعت میں ان کا خاص دخل ہے۔ آپ ۱۸۲ھ کو بغداد میں فوت ہوئے۔ اور ٦۹ سال عمر پائی۔ (آپ کی ایک اہم کتاب: (کتاب الخراج' المعارف لابن قتیبة ۲۱۸۔ تذکرة الحفاظ للذھبی ۲۹۲/۱۔ تاج التراجم لابن قطلوبغا ص ۸۱۔ طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۱۲۷)

محمدؒ(۱) دونوں امام ابو حنیفہؒ(۲) کے صاحبان ہیں۔ امام مزنیؒ(۳) امام شافعیؒ(۴) کے صاحب ہیں۔ کیونکہ امام ابو یوسفؒ(م ۱۸۲ھ) اور امام محمدؒ(م ۱۸۹ھ) کی اپنے مصحوب امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے ساتھ اور امام مزنیؒ(م ۲۶۴ھ) کی اپنے مصحوب امام شافعیؒ(۲۰۴ھ) کے ساتھ اخذِ علم کی غرض سے طول صحبت اور کثرت مجالست ثابت ہے۔ لیکن اگر کسی نے امام ابو حنیفہؒ یا امام شافعیؒ کو دیکھا یا ان کی مجلس میں بیٹھا لیکن ان سے اخذِ علم نہ کیا یا کسی شخص نے امام ابو حنیفہؒ یا امام شافعیؒ

۱۔ محمد بن الحسن الشیبانی۔ کوفہ میں پرورش پائی۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد۔ خلیفہ ہارون کے دور میں قاضی بھی مقرر ہوئے۔ اپنے استاد کے مذہب کی ترویج کی۔ بے شمار کتب کے مصنف ہیں۔ آپ نے ۵۸ سال عمر پاکر ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ چند اہم کتب: الجامع الكبير۔ الجامع الصغير۔ السير الكبير۔ السير الصغير۔ الآثار۔ الموطا۔ الفتاوى الهارونية والرقية والكاسانية۔(المعارف لابن قتيبة ص۲۱۹۔ تاج التراجم لابن قطلوبغا ص٤٥۔ الفوائد البهية للكهنوى ص١٦٣۔ الفكر السامى للحجوى ١/٤١٥)

۲۔ نعمان بن ثابت۔ کنیت ابو حنیفہ۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے عصرِ صحابہؓ پایا۔ یوں وہ تابعی تھے۔ حنفی مسلک کے بانی، کوفہ کے رہنے والے تھے۔ قاضی کا عہدہ قبول نہ کرنے پر حکمران وقت کے ہاتھوں مصائب و قید برداشت کی۔ ۷۰ سال کی عمر میں ۱۵۰ھ کو بغداد میں فوت ہوئے (تذكرة الحفاظ للذهبى ١/١٦٨۔ المعارف لابن قتيبة ص٢١٦۔ الطبقات الكبرى لابن سعد ٦/٣٦٨ ومابعد طبقات الحفاظ للسيوطى ص٨٠۔ الفكر السامى للحجوى ١/٤١٠ ومابعد۔ سير اعلام النبلاء للذهبى ٦/٣٩٠ ومابعد۔)

۳۔ اسماعیل بن یحیی۔ قبیلہ مزنیہ کی نسبت سے مزنی کہلائے۔ امام شافعی کے شاگردوں میں بلند مقام تھا۔ خود احتسابی کیلئے مردوں کو غسل بھی دیتے تھے۔ اگر نماز جماعت سے رہ جاتی تو وہ نماز ۲۵ مرتبہ ادا کرتے تھے۔ ۲۶۴ھ میں مصر میں انتقال ہوا۔ چند اہم کتب: المبسوط۔ المختصر۔ المنثور (طبقات الشافعية الكبرى للسبكى ١/١٣٨ ومابعد۔ طبقات الشافعية للحسينى ص٢٠ ومابعد مروج الذهب للمسعودى ٤/٢٠٦)

۴۔ محمد بن ادریس۔ اپنے ایک جد امجد شافع کی نسبت سے شافعی کہلائے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ جس سال امام ابو حنیفہؒ کا انتقال ہوا اسی سال یعنی ۱۵۰ھ میں امام شافعی پیدا ہوئے۔ غزہ (فلسطین) آپ کا مولد تھا۔ آپ شافعی مسلک کے بانی ہیں۔ آپ کو ناصر الحدیث کہا جاتا ہے۔ آپ ۲۰۴ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔ چند اہم تصانیف: الام۔ المسند۔ الرسالة۔ السنن۔ اختلاف الحديث (تذكرة الحفاظ للذهبى ١/٣٦١۔ المقصد الارشد لابن مفلح ٢/٣٦٨ ومابعد۔ حلية الاولياء لابى نعيم الاصبهانى ٩/٦٣ ومابعد۔ الفكر السامى للحجوى ١/٤٦٤ ومابعد۔ طبقات فقهاء اليمن للجعدى ١٣٤ ومابعد۔ طبقات الشافعية للحسينى ص١١ ومابعد۔ سير اعلام النبلاء للذهبى ١٠/٥ ومابعد)

سے راہ چلتے یا تھوڑی دیر کیلئے ان کے پاس ٹھہر کر کوئی ایک آدھ فتوی پوچھ لیا تو ایسے شخص کو امام ابو حنیفہؒ یا امام شافعیؒ کا صاحب نہیں کہا گیا(۱)

ان اصولیین کی اخذِ علم کی شرط لائق بحث ہے۔ صحابہ کرامؓ ہمہ وقت نبی اکرم ﷺ سے استفادۂ علم کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی صحبت میں تھوڑی دیر کیلئے قیام بھی اخذ علم سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ صحابہ کرامؓ ہر وقت نبی اکرم ﷺ کے زیر تعلیم و تربیت رہتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا کل وقتی فریضۂ منصبی تھا کہ وہ اپنے پاس آنے والے اہل ایمان کو قرآن و حکمت کی تعلیم دیں اور ان کے نفوس کا تزکیہ کریں۔ قرآن مجید میں اسی فریضۂ نبوت کا ذکر یوں آیا ہے :

"لقدمن الله على المومنين اذبعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين"(۲)

(درحقیقت اہل ایمان پر اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے۔ ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی یہی لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔)

یہ ضروری نہیں ہے کہ اخذِ علم صرف سوالات پوچھ کر ہی ہو سکتا ہے یا اس کیلئے طویل صحبت درکار ہوتی ہے۔ مکتب نبوی ﷺ کی تھوڑی مدت کی صحبت بھی علمِ کثیر کے حصول کا باعث بن جاتی تھی۔ صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ وہ سوالات کا زیادہ استفسار نہیں کرتے تھے۔ قرآن مجید نے صحابہ کرامؓ کے صرف چودہ سوالات کا ذکر کیا ہے جو صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھے تھے(۳)

۱۔ الاحكام فى اصول الاحكام للآمدى ۱۳۲/۲۔ العدة فى اصول الفقه لابى يعلى ۹۸۹/۳

۲۔ سورۃ آل عمران : ۱۶۴۔ سورۃ الجمعہ میں بھی اسی مضمون کی آیت دہرائی گئی ہے لیکن وہاں آیت کے شروع کے الفاظ یوں ہیں "هوالذى بعث فى الاميين رسولا" بقیہ آیت کے الفاظ وہی ہیں جو سورۃ آل عمران میں ہیں۔ ملاحظہ ہو سورۃ الجمعہ : ۲۔

۳۔ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل چودہ سوالات کا ذکر ہے جو صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھے :

۱۔ واذاسالك عبادى : سورۃ البقرۃ : ۲۸۲

۲۔ يسالونك عن الاهلة : ایضاً : ۱۸۹

۳۔ يسالونك ماذاينفقون : ایضاً : ۲۱۵

۴۔ يسالونك عن الشهر الحرام : ایضاً : ۲۱۷

۵۔ يسالونك عن الخمر والميسر : ایضاً ۲۱۹

۶۔ يسالونك عن اليتمى : ایضاً : ۲۲۰

۷۔ يسالونك عن المحيض : ایضاً : ۲۲۲

۸۔ يستفتونك فى النساء : النساء : ۱۲۷

۹۔ يستفتونك قل الله يفتيكم فى الكلالة : ایضاً : ۱۷۶

۱۰۔ يسالونك ماذا احل لهم : المائدہ : ۴

۱۱۔ يسالونك عن الانفال : الانفال : ۱

۱۲۔ يسالونك عن الجبال : طه : ۱۰۵

۱۳۔ قدسمع الله قول التى : المجادله : ۱

۱۴۔ يسالونك عن الساعه : النازعات : ۴۲

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ صحابہ کرامؓ کا اخذِ علم محض ان چودہ سوالات تک ہی محدود ہے یا جن صحابہؓ نے یہ سوالات پوچھے ان پر اخذِ علم کی شرط پوری ہوگئی اور جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی استفسار نہ کیا انہوں نے ذاتِ نبوی ﷺ سے علم حاصل نہیں کیا۔ مکتب نبوی میں صحابہ کرامؓ کے آدابِ تعلیم یہ ہوتے تھے کہ وہ ہر استفسار کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کو یہ عرض کرتے تھے:

"اللہ ورسولہ اعلم"(۱) (اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے)

صحابہ کرامؓ کا نبی اکرم ﷺ کی محض صحبت میں رہنا بھی باعث حصول علم وتربیت ہوتا تھا۔ صحابہ کرامؓ جب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوتے تو وہ آپ ﷺ سے خذِ علم ہی کر رہے ہوتے تھے۔ خواہ زمانۂ امن میں نبی اکرم ﷺ کی مجالس میں شرکت ہو یا غزوات میں آپ ﷺ کی رفاقت ہو۔ امن کے ایام میں انہوں نے سیرتِ نبوی کے مختلف پہلوؤں سے علم حاصل کیا۔ غزوات کے دوران صحابہؓ نے وہ تعلیم پائی جس کا حصول امن کی حالت میں ممکن نہیں تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی صحبت ومعیت کا ایک لمحہ بھی صحابہ کرامؓ کیلئے استفادۂ علم کا باعث ہوتا تھا۔ لہذا یہ کہنا محال ہے کہ کسی شخص نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت پائی، آپ ﷺ کی مجالس میں شریک ہوا لیکن اس نے اخذِ علم نہ کیا۔

اخذ علم کی شرط تمام اصولیین کے نزدیک نہیں ہے۔ قاضی ابو عبداللہ الصمیریؒ (م ۴۳۶ھ) علامہ الماوردیؒ (م ۴۵۰ھ) قاضی ابو یعلیٰؒ (م ۴۵۸ھ) علامہ ابن حاجبؒ (م ۶۳۰ھ) علامہ آمدی (م ۶۳۱ھ) علامہ تاج الدین سبکی (م ۷۷۱ھ)، علامہ ابن اللحام (م ۸۰۳ھ) علامہ ابن ھمام (م ۸۶۱ھ) علامہ ابن النجار (م ۹۷۲ھ) اور قاضی محبّ اللہ (م ۱۱۱۹ھ) وغیرہ نے اخذِ علم کی شرط کو معتبر قرار نہیں دیا۔

بلوغت کی شرط کا جائزہ:

محدثین اور اصولیین نے صحابی کیلئے بلوغت کی شرط عائد نہیں کی۔ یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ملاقات اور صحبت کے وقت صحابی بالغ بھی ہو۔ کیونکہ اس طرح کی شرط لگا دینے سے صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد صحابی نہیں رہے گی جنہوں نے کم عمری میں

۱۔ یہ اس طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جو حدیث جبریل بھی کہلاتی ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب اس کے راوی ہیں۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان ۱/۷۷)

نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تھا۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ(۱) جو نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ۱۳ برس کے تھے۔

علامہ واقدیؒ (م ۲۰۷ھ) نے تمام محدثین اور اصولیین سے ہٹ کر رائے اختیار کی ہے اور اہل علم کے حوالے سے روایت کرتے ہوئے صحابی کے لئے یہ شرط بیان کی ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو ایام بلوغت میں دیکھا ہو۔ علامہ واقدیؒ نے ان اہل علم کے ناموں کا تذکرہ نہیں کیا جن کے حوالے سے بلوغت کی شرط کی روایت کی ہے۔ خود علامہ واقدیؒ کی شخصیت بھی علمائے جرح وتعدیل کے نزدیک یہ ہے کہ واقدی ہر قسم کے شخص سے روایت کرتے تھے۔ واقدی کی حدیث کو ترک کرنے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔(۲) علماء نے علامہ واقدی کے اس قول پر کڑی تنقید کی ہے۔

علامہ زرکشی (م ۷۹۴ھ) نے واقدی کی رائے کو ضعیف کہا ہے۔(۳) علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے اس رائے کو مردود قرار دیا ہے۔(۴)

علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے کہا ہے کہ واقدی کی رائے شاذ ہے(۵) علامہ قسطلانی (م ۹۲۳ھ) نے بھی بلوغت کی شرط کو مردود قرار دیا ہے۔(۶) علامہ شوکانی (م ۱۲۵۵)

۱۔ عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت ابن عباسؓ کی عمر ۱۳ برس تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کیلئے حکمت اور قرآن کی تاویل کی دعا فرمائی تھی۔ حضرت عمرؓ مہاجرین وانصار میں سے اہل بدر صحابہؓ کے ہوتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ کو اہم امور کیلئے طلب فرماتے۔ کثرت علم کی بنا پر آپ کو "حبر" اور "بحر" کے القابات دیئے گئے۔ آپ نے حضرت جبریلؑ کو دو مرتبہ دیکھنے کا دعویٰ کیا۔ آپ کو ترجمان القرآن بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کا انتقال ۶۸ھ کو ہوا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۲/۳۶۵ ومابعد۔ الاصابة فی تمیز الصحابة لابن حجر عسقلانی ۶/۱۳۰ ومابعد۔ اسد الغابة لابن اثیر ۳/۲۹۱ ومابعد۔ تذكرة الحفاظ للذهبی ۱/۴۰ ومابعد۔ الفكر السامی للحجوی ۱/۳۳۵۔ حلية الاولياء لابی نعيم الاصبهانی ۱/۳۱۴ ومابعد۔ شرح الطيبی ۱۲/۲۷۰)

۲۔ المعارف لابن قتيبة ص:۲۲۶۔ العبر للذهبی ۱/۲۷۷ سير اعلام النبلاء للذهبی ۸/۴۵۴ ومابعد۔ تذكرة الحفاظ للذهبی ۱/۳۴۸۔ جامع المسانيد للخوارزمی ۲/۳۵۳ معجم المولفين لعمر رضا كحالة ۱۱/۹۵

۳۔ البحر المحيط للزركشی ۴/۳۰۲

۴۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۷/۴

۵۔ تدريب الراوی للسيوطی ۲/۲۱۲

۶۔ المواهب اللدنية للقسطلانی ۳/۳۷۹

نے علامہ واقدی کی رائے کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ بلوغت کی شرط کو لازم کرنے سے ان افراد کی کثیر تعداد صحابی نہیں رہتی جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ سے احادیث روایت کیں لیکن وہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ہی بلوغت کی عمر کو پہنچے۔ وہ لکھتے ہیں :

"وهوضعيف لاستلزامه لخروج كثير من الصحابة الذين ادركوا عصر النبوة ورووا عن النبي ﷺ يبلغواالابعد موته"(۱)

غیر ممیّز نابالغ کی رویت : علماء نے صحابی کیلئے بلوغت کی شرط عائد نہیں کی۔ لیکن ان کے ہاں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا نبی اکرم ﷺ کو دیکھنے اور آپ ﷺ سے ملاقات کے وقت نابالغ کو ممیّز ہونا چاہیے یا نہیں یعنی کیا اس کو کم از کم اتنی عمر کا ہونا چاہیے کہ وہ جس کو دیکھ رہا ہے اس کو پہچان سکے (۲)

بعض علماء کے نزدیک نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کے وقت صبی کا ممیّز ہونا ضروری ہے۔ یہ رائے رکھنے والے علماء میں علامہ ابن معین (۳) علامہ ابو زرعہ الرازی (۴)، علامہ ابو حاتم (۵)

۱۔ ارشادالفحول للشوكانی، ص۱۰۸

۲۔ فتح الباری لابن حجرالعسقلانی ۲/۷

۳۔ یحیٰ بن معین بن عون، ابو زکریا۔ بغدادی، محدث اور جرح و تعدیل کے عالم۔ آپ کو ورثہ میں کثیر دولت ملی جو ساری آپ نے علم حدیث پر خرچ کی۔ آپ کا انتقال مدینہ میں ۲۳۳ھ کو ہوا (تذكرة الحفاظ للذهبی ۴۲۹/۲ ومابعد۔ المقصدالارشدلابن المفلح ۱۰۳/۳ ومابعد۔ الفكر السامی للحجوی ۸۲/۲۔ طبقات الحفاظ للسیوطی ص۱۸۸۔ سیراعلام النبلاء للذهبی ۷۱/۱۱ ومابعد)

۴۔ عبید اللہ بن عبد الکریم بن یزید، ابو زرعہ الرازی۔ آپ نامور حافظِ حدیث اور تفسیر جرح و تعدیل کے عالم تھے۔ آپ ۲۶۴ھ کو فوت ہوئے۔ (مرآة الجنان لليافعی ۱۷۹/۲ تذكرة الحفاظ للذهبی ۵۵۷/۲۔ الفكرالسامی للحجوی ۹۲/۲۔ طبقات الحفاظ للسیوطی ۲۵۳، المقصد الارشد لابن مفلح ۶۹/۲ ومابعد، الفكرالسامی للحجوی ۹۲/۲

۵۔ محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم حافظ حدیث، فقیہ طب اور نجوم کے بھی عالم تھے۔ سمرقند کے قاضی بھی رہے۔ آپ کا انتقال ۳۵۴ھ کو ہوا۔ اہم کتب: المسند الصحیح۔ التاریخ۔ الضعفاء(طبقات الشافعية الكبرى للسبكی ۱۴۱/۲ ومابعد۔ الفكرالسامی للحجوی ۱۰۰/۲ ومابعد طبقات الحفاظ للسیوطی ص۳۷۵۔

علامہ ابن عبد البرؒ (۱) علامہ السفاقسی (۲) علامہ ابو سعید العلائی (۳) اور علامہ عراقی (م ۸۰۲ھ) وغیرہ شامل ہیں۔ (۴)

علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) اور علامہ قسطلانی (م ۹۲۳ھ) نے بیان کیا ہے کہ سیر الصحابہ پر لکھنے والوں کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمیز ضروری نہیں بلکہ محض روایت کا حصول کافی ہے۔ مثال کے طور پر محمد بن ابی بکر الصدیق (۵) کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ حالانکہ محمد بن ابی بکر نبی اکرم ﷺ کی وفات سے تین ماہ اور چند ایام قبل پیدا ہوئے تھے۔ (۶)

علامہ ابن النجار (م ۹۷۲ھ) کہتے ہیں کہ جس کی نبی اکرم ﷺ سے ملاقات ثابت ہو گئی خواہ وہ ملاقات کے وقت غیر ممیّز بچہ ہی کیوں نہ ہو وہ صحابی ہے (۷)

صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کے وقت بلوغت کی شرط درست نہیں ہے لیکن نابالغ کا ممیّز ہونا راجح معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ کی صحبت پانا خواہ وہ چند لمحوں کیلئے ہو' ایک عظیم سعادت کی بات ہے اور یہ سعادت نبی اکرم ﷺ کے اس عالم فانی سے رحلت فرما

۱۔ یوسف بن عبد اللہ بن سالم کنیت ابو عمر۔ قرطبہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث قاضی' آپ کو حدیث فقہ 'معانی' علم الانساب اور علم الرجال پر دسترس حاصل تھی۔ آپ پہلے ظاہری تھے۔ پھر مالکی مذہب اختیار کیا مگر فقہ شافعیہ سے متاثر تھے۔ آپ ۴۶۳ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم کتب: الاستیعاب' الکافی' جامع بیان العلم وفضلہ وغیرہ۔ (تذکرۃ الحفاظ للذھبی ۱۱۲۸/۳ ومابعد۔ مرآۃ الجنان للیافعی ۸۸/۳ ومابعد)

۲۔ علامہ السفاقسی کے حالات کسی کتاب سے نہیں ملے۔ صرف صاحب کشف الظنون نے "الجامع الصحیح" کے عنوان میں صحیح بخاری کی شروح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا نام عبد الواحد ابن التین السفاقسی ہے۔ ان کا سال وفات نہیں لکھا۔ (کشف الظنون للنجفی المرعشی ۵۴۶/۱)

۳۔ خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ ابو سعید العلائی محدث' فقیہ' متکلم' ادیب' شاعر۔ شافعی مذہب رکھتے تھے۔ آپ القدس میں ۷۶۱ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم کتب: الاشباہ والنظائر' تنقیح المفہوم (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی ۱۰۴/۶ معجم المولفین لعمر رضا کحالۃ ۱۲۶/۴

۴۔ التقیید والایضاح للعراقی ص ۲۹۲۔ شرح الکوکب المنیر لابن النجار ۴۷۱/۲۔ تیسیر التحریر لامیر بادشاہ ۶۵/۳۔ البحر المحیط للزرکشی ۳۰۲/۴

۵۔ محمد بن ابی بکر الصدیق۔ والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔ حجۃ الوداع کے سال پیدا ہوئے۔ حضرت علیؓ نے ان کو مصر کا حاکم بنایا جہاں ۳۸ھ میں قتل کر دیئے گئے۔ (سیر اعلام النبلاء للذھبی ۴۸۱/۳۔ الاستیعاب لابن عبد البر ۱۸/۱۰ ومابعد۔ اسد الغابۃ لابن الاثیر ۹۷/۵ ومابعد)

۶۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۲/۷۔ المواھب اللدنیۃ للعقسطلانی ۳۷۹/۳۔

۷۔ شرح الکوکب المنیر لابن النجار ۴۷۰/۲۔

جانے کے بعد کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ لیکن جو بچہ ابھی اتنا چھوٹا ہے کہ وہ یہ پہچان نہیں رکھتا کہ وہ جس سے مل رہا ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں' اسے اس ملاقات کی اہمیت کا احساس بھی نہیں ہو سکتا۔

نماز پڑھنے کی تاکید بھی اس بچے کو کی گئی ہے جو اشیاء میں تمیز کرنے کی عمر کو پہنچ جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس بچے کو نماز پڑھنے کا حکم دینے کے بارے میں فرمایا ہے جو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ میں تمیز کرنے لگے۔

حضرت معاذ بن عبداللہ بن خبیب جہنی (۱) اپنی بیوی سے روایت کرتے ہیں کہ اس سوال کے جواب میں کہ بچے کو نماز کب پڑھنی چاہیے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا :

"اذا عرف يمينه من شماله فمروه بالصلوٰة"(۲)

حضرت سبرۃ بن معبد جہنیؓ (۳) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

"مروا الصبی بالصلوة اذابلغ سبع سنين واذابلغ عشرسنين فاضربوه عليها"(۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (۵) نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا :

۱۔ معاذ بن عبداللہ بن خبیب۔ بعض نے انہیں معاذ بن عبدالرحمن بن حبیب لکھا ہے۔ انہوں نے اپنے والد اور دیگر صحابہ کرامؓ سے روایت کیا ہے۔ قلیل الحدیث ہیں۔ علماء نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابن حزم نے ان کو مجہول کہا ہے۔ ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ (ميزان الاعتدال للذهبی ۱۳۲/٤۔ لسان الميزان لابن حجرالعسقلانی ٥٤/٦۔ تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلانی ۱۹۱/۱۰۔۱۹۲۔ المنهل والعذب المورود شرح سنن ابی داود المحمود محمد خطاب ۱۲٤/٤)

۲۔ سنن ابی داود' كتاب الصلوة باب متی يومر الغلام بالصلوٰة ۱۹۹/۱

۳۔ سبرۃ بن معبد بن عوسجہ۔ ان کا نام سبرۃ بن عوسجہ بھی آیا ہے۔ غزوہ خندق اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ کا انتقال حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت (۴۱ھ تا ۶۰ھ) میں ہوا۔ (الاستيعاب لابن عبدالبر ۱۲۹/٤۔ الاصابة لابن حجرالعسقلانی ۱۲۰/٤ ومابعد۔ اسدالغابة لابن الاثير ۴۰٦/۲)

۴۔ سنن ابی داؤد' كتاب الصلوة ۔ باب متی يومر الغلام بالصلوٰة ۱۹۸/۱۔۱۹۹

۵۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ اپنے والد سے پہلے اسلام کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو احادیث لکھنے کی اجازت دی۔ قراءت قرآن اور کتب سابقہ کے عالم تھے۔ آپ کی وفات ۶۳ھ کو ہوئی۔ اس بارے میں ۵۵ھ' ۶۵ھ' ۶۷ھ' ۶۸ھ' اور ۷۳ھ کے اقوال بھی ہیں (الاستيعاب لابن عبدالبر ۳۳۸/٦ ومابعد۔ الطبقات الكبرى لابن سعد ۳۷۳/۲' ۲٦۱/٤۔ الاصابة لابن حجرالعسقلانی ۱۷٦/٦ ومابعد۔ اسدالغابة لابن الاثير ۳٤٥/۳ ومابعد۔ سير اعلام النبلاء للذهبی ۷۹/۳ ومابعد)

"مروا اولادکم بالصلوة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر وفرقوا بينهم في المضاجع"(۱)

مندرجہ بالا نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سات سال کی عمر میں بچہ "ممیّز" ہو جاتا ہے۔ اب نماز پڑھتے ہوئے اسے پتہ ہو گا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ سات سال سے کم عمر میں بچے کو نماز اور اس کی اہمیت کا احساس و شعور نہیں ہو گا۔

جہاں تک علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی اس بات کا تعلق ہے کہ صحابہؓ پر لکھنے والوں کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ "تمیز" کا ہونا ضروری نہیں اور ان لوگوں نے محمد بن ابی بکرؓ کو صحابہؓ میں شمار کیا ہے' یہ بات زیادہ صائب معلوم نہیں ہوتی کیونکہ کئی مصنفین نے بچوں کو تابعین میں شمار کیا ہے' اس طرح علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جن کے نزدیک تمیز ضروری نہیں انہوں نے بچوں کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور جو تمیز کی شرط عائد کرتے ہیں انہوں نے بچوں کا تابعین میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً محمد بن ابی بکرؓ کو علامہ حاکم نیشاپوری (۲) نے تابعین میں شمار کیا ہے (۳) اور ان بچوں کو مخضرمین کے بعد رکھا ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن ابی طلحہ (۴) عبداللہ بن حنظلہ

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الصلوة - باب متی یومر الغلام بالصلوة ۱/۱۹۹' مزید ملاحظہ ہو: شعب الایمان للبیہقی ۶/۳۹۸

۲۔ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد حاکم کے نام سے مشہور تھے۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ حافظ اور عظیم محدث تھے۔ دو ہزار سے زیادہ شیوخ سے علم حاصل کیا۔ فنِ حدیث میں اپنے عہد کے امام تھے۔ آپ کا انتقال ۴۰۵ھ کو ہوا۔ آپ کی چند اہم تصانیف یہ ہیں: معرفة علوم الحديث - مستدرك الصحيحين - تاريخ نيسابور - فضائل الشافعي (تذكرة الحفاظ للذهبي ۳/۱۰۳۹ ومابعد - طبقات الشافعية الكبرى للسبكي ۳/۶٤ ومابعد - تبيين الكذب لابن عساكر ص ۲۲۲ ومابعد - طبقات الحفاظ للسيوطي' ص ۳۸۹ - شذرات الذهب لابن العماد ۳/۱۷٦)

۳۔ معرفة علوم الحديث للحاكم النيشابوري' ص ٤٥

۴۔ عبداللہ بن ابی طلحہ کو پیدائش کے بعد ان کی والدہ نے حضرت انسؓ بن مالک کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیجا آپ ﷺ نے اپنے دہن مبارک میں چبائی ہوئی کھجور لے کر ان کے منہ میں ڈالی اور آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ انہوں نے جنگ صفین میں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ فارس میں شہید ہوئے۔ ایک رائے یہ ہے کہ وہ مدینہ میں فوت ہوئے جب ولید بن عبدالمالک (۸۵ھ تا ۹۶ھ) کا زمانہ تھا (الاستيعاب لابن عبدالبر ٦/٢٤٧ ومابعد - الطبقات الكبرى لابن سعد ٥/٧٤ ومابعد - معرفة علوم الحديث للحاكم النيشابوري' ص ٤٥ - سير اعلام النبلاء للذهبي ٣/٤٨٢ ومابعد)

الغسیل(۱)اور عبداللہ بن عامر بن کریز(۲)اور دیگر ان بچوں کو جو نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت چھوٹی عمروں کے تھے اور آپ ﷺ کے پاس لائے گئے تھے علامہ ابن سعد (۳) نے انہیں تابعین کے طبقہ میں رکھا ہے۔انہیں صحابہ میں شمار نہیں کیا۔

علامہ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) نے تمیز کی شرط لگائی ہے لیکن انہوں نے ان بچوں کا ذکر اپنی کتاب ''الاستیعاب فی معرفة الاصحاب'' میں کیا ہے۔جس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شائد انہوں نے ان بچوں کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔علامہ ابن عبدالبر اس شبہ کو خود دور کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس کتاب میں صرف ان شخصیات کا ذکر ہی نہیں کیا جن کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صحبت اور مجالس ثابت ہیں بلکہ ان تمام افراد کا تذکرہ کر دیا گیا جو حالت ایمان میں نبی اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ ملے ہوں یا دیکھا ہو یا آپ سے کوئی لفظ سنا ہو یا جو آپ کے عہد میں مسلمان والدین کے گھر میں پیدا ہوا اور آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی یا اس کی طرف دیکھا۔علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ ایسا انہوں نے اس لیے کیا ہے تا کہ وہ قرن مکمل ہو جائے جس کی طرف رسول اکرم ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں :

۱۔ عبداللہ بن حنظلہ۔آپ کے والد حضرت حنظلہؓ جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے 'کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ عبداللہ بن حنظلہؓ کی عمر نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ۷ یا ۹ برس تھی۔انہوں نے حضرت نبی اکرم ﷺ 'حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کو دیکھا تھا۔آپ ۶۳ھ کو واقعہ حرہ میں شہید ہوئے (الاستیعاب لابن عبدالبر۱۵۹/۶۔ الاصابة لابن حجر العسقلانی ۶۲/۶ ومابعد۔ اسدالغابة لابن الاثیر۲۱۹/۳۔الطبقات الکبری لابن سعد۶۵/۵۔ سیر اعلام النبلاء للذهبی ۳۲۱/۳ ومابعد)

۲۔ عبداللہ بن عامر بن کریز۔ہجرت کے ۴ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔نبی اکرم ﷺ جب عمرہ کی غرض سے مکہ تشریف لائے اور جب عمرہ قضا ہوا تو عبداللہ بن عامر کو تین سال کی عمر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔آپ نے کھجور چبا کر ان کے تالو میں لگائی۔اپنا لعاب دہن بچے کے منہ میں ڈالا اور دعا فرمائی ۔حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد حکومت میں انہیں بصرہ کا حاکم بنایا۔آپ کی وفات ۵۷ھ یا ۵۸ھ کو ہوئی۔(الطبقات الکبری لابن سعد۴۴/۵ ومابعد۔ اسدالغابة لابن الاثیر۲۸۹/۳)

۳۔ محمد بن سعد۔تاریخ کے مصنف۔کاتب واقدی (م ۲۰۷ھ) کے لقب سے مشہور ہیں۔ البتہ علماء نے محمد بن سعد کو اہل عدالت میں شمار کیا ہے۔آپ نے ۶۲ سال کی عمر میں ۲۳۰ھ کو وفات پائی۔آپ کی چند اہم تصانیف :الطبقات الکبری 'الطبقات الصغری (تذکرہ الحفاظ للذهبی ۴۲۵/۲ میزان الاعتدال للذهبی ۵۶۰/۳ مراۃ الجنان للیافعی ۱۰۰/۲ طبقات الحفاظ للسیوطی ۱۸۶۔وفیات الاعیان لابن خلکان ۳۵۱/۴۔شذرات الذهب لابن العماد ۶۹/۲)

"ولم اقتصرفی هذاالکتاب علی ذکرمن صحت صحبته و مجالسته حتی ذکر نامن لقی النبی ﷺولو لقیة واحدة مومنابه ' اوراه روایة او سمع منه لفظة فاداهاعنه 'واتصل ذلک بنا علی حسب روایتنا ۔ وکذلک ذکرنا من ولد علی عهده من ابوین مسلمین فدعاله اونظر الیه وبارک فیه ونحو هذا' ومن کان مومنابه ' قد ادی الصدقة الیه ولم یرد علیه ۔ وبهذه کلمة یستکمل القرن الذی اشارعلیه رسول ﷺ"(۱)

روایت کی شرط کا مسئلہ :

علمائے حدیث واصول نے صحابی کیلئے نبی اکرم ﷺ سے حدیث روایت کرنے کی شرط عائد نہیں کی۔ روایت حدیث کو صحابی ہونے کیلئے شرط نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں احادیث لکھنے سے روک دیا گیا تھا۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ (م ۷۴ھ) فرماتے ہیں :

"استاذناالنبی ﷺ فی الکتابة فلم یاذن لنا"(۲)

(ہم نے نبی اکرم ﷺ سے حدیث لکھنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ہمیں اجازت نہ دی۔)

حضرت زید بن ثابتؓ (۳) روایت کرتے ہیں :

"ان رسول اللہ ﷺامرناان لانکتب شیئا من حدیثه فمحاه"(۴)

بے شک رسول اللہؐ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ آپ کی حدیث میں سے کچھ نہ لکھا جائے۔ چنانچہ لکھے ہوئے کو مٹا دیا۔

۱۔ الاستیعاب لابن عبدالبر ۴۷/۱

۲۔ جامع ترمذی: ابواب العلم۔باب فی کراهیة کتابة العلم ۲۱۴/۲ (مزید ملاحظہ ہو: الالماع للقاضی عیاض' ص:۱۴۸۔۱۴۹۔ الکامل فی الضعفاء لابن الاثیر ۳۵/۱

۳۔ زید بن ثابتؓ ضحاک۔ انصاری خزرجی۔ نبی اکرم ﷺ کے ہجرت مدینہ کے وقت آپ گیارہ سال کے تھے۔ کم عمری کی وجہ سے غزوۂ بدر میں شرکت سے روک دیئے گئے تھے۔ آپ کاتب وحی تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد حکومت میں بھی کاتب رہے۔ نبی اکرمؐ کے حکم پر حضرت زید نے سریانی زبان سیکھی۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ادوار میں جمع وتدوین قرآن کا کام حضرت زید کی سربراہی میں ہوا۔ آپ کا انتقال ۴۵ھ کو ہوا۔ اس بارے میں ۴۲ھ ۴۳ھ '۵۱ھ ۵۲ھ 'اور ۵۵ھ کے اقوال بھی ہیں۔ لیکن پہلا قول اکثر علماء کا ہے (الاستیعاب لابن عبدالبر ۴۱/۳ ومابعد۔ الاصابة لابن حجر ۴۱/۳ ومابعد۔اسدالغابة لابن اثیر ۳۴۶/۲ ومابعد۔ المعارف لابن قتیبة ۱۱۳' الطبقات الکبری لابن سعد ۳۵۸/۲۔ سیراعلام النبلاء للذهبی ۴۲۶/۲ ومابعد۔)

۴۔ سنن ابی داؤد' کتاب العلم' باب کتابة العلم ۹۱/۳۔۹۲۔ مزید ملاحظہ ہو: الالماع للقاضی عیاض' ص ۱۴۸

اس ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ قرآن نازل ہو رہا تھا اور اسے لکھا جا رہا تھا۔ اگر صحابہ کرامؓ اس دوران کتابتِ حدیث بھی کرتے تو اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں قرآن اور حدیث کے الفاظ کا فرق قائم نہ رہتا اور حدیث کو قرآن سمجھ کر لکھ لیا جاتا۔ اس لیے صرف قرآن لکھنے کا حکم دیا گیا۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ (م ۷۴ھ) کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لاتكتبوا عني شيئا غير القرآن فمن كتب شيئا غير القرآن فليمحه" (۱)

(مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو۔ جس نے قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ لکھا وہ اسے مٹا دے)

لیکن جب صحبت نبوی ﷺ میں رہ کر صحابہ کرامؓ نے وحی الٰہی اور حدیث نبوی ﷺ میں فرق کو جان لیا اور اس بات کا خدشہ نہ رہا کہ حدیث کو قرآن سمجھ کر لکھ لیا جائے گا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو کتابت حدیث کی اجازت دے دی۔

حضرت رافع بن خدیج (۲) فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی باتیں سنتے ہیں کیا ہم انہیں لکھ لیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں لکھ لیا کرو۔ کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

"اكتبوها ولا حرج" (۳)

ایسے صحابہ کرامؓ کی تعداد بھی کثیر ہے جن کی کوئی حدیث مروی نہیں ہے لیکن انہیں بالاتفاق صحابہ میں شمار کیا گیا ہے۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ (م ۷۴ھ) روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"حدثوا عني ولا تكذبوا ومن كذب علي متعمدا فقد تبوأ مقعده من النار" (۴)

۱۔ مسند ابی یعلی ۹۷/۲

۲۔ رافع بن خدیج۔ انصاری۔ قبیلہ اوس سے تعلق تھا۔ غزوۂ بدر میں کم عمری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ غزوۂ احد میں آپ کو تیر لگا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا میں قیامت کے دن تیرے لیے گواہی دوں گا۔ آخری عمر میں یہی تیر کا زخم بہہ نکلا اور موت کا سبب بنا۔ آپ نے ۷۴ھ کو وفات پائی (الاستیعاب لابن عبدالبر ۲۴۳/۳ ومابعد۔ الاصابة لابن حجر ۲۳۶/۳ ومابعد۔ اسد الغابة لابن الاثير ۲۳۲/۲ ومابعد۔ المعارف لابن قتيبة ۱۳۳۔ سير اعلام النبلاء للذهبي ۱۸۱/۳ ومابعد)

۳۔ الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدی ۳۶/۱

۴۔ مسند احمد بن حنبل ۴۶/۳۔ مزید ملاحظہ ہو: حضرت ابو سعید الخدریؓ (م ۷۴ھ) کی روایت تھوڑے سے مختلف الفاظ کے ساتھ۔ مسند ابی یعلی ۷/۲

(مجھ سے حدیث روایت کرواور جھوٹ نہ گھڑا۔ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اس نے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنایا)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (م ۶۳ ھ) سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

"اکتب فوالذی نفسی بیده مایخرج منه الاالحق"(۱)

(لکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس منہ سے سوائے حق بات کے کچھ اور نہیں نکلتا)

اگر روایت کی شرط لگادی جاتی تو وہ صحابہ کرامؓ جو کتابت حدیث اور روایتِ حدیث کی ممانعت کے زمانہ میں فوت ہو گئے ہوں وہ صحابی تعریف سے نکل جاتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حدیث کی کتابت وروایت کے منع کیے جانے کے باوجود یہ ممانعت ان پر صحابی کے لفظ کے اطلاق کو نہیں روکتی۔

صحابی کی راجح تعریف:

محدثین اور اصولیین کے ہاں پائی جانے والی صحابی کی تعریفوں کا جائزہ لینے سے مندرجہ ذیل راجح معلوم ہوتی ہے۔

"من لقی رسول اللہ ﷺ مومنا بہ ومات علی الاسلام"

(یعنی صحابی وہ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے آپ سے ملاقات کی ہو۔ اور وہ اسلام پر فوت ہوا ہو)

ملاقات میں دیکھنا اور صحبت پانا دونوں شامل ہیں۔ ملاقات کے عرصہ کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے۔

وہ عند الملاقات اتنی عمر کا ہو کہ نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کا شعور رکھتا ہو۔

یہ ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ لہذا قبل از بعثت ملاقات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ایمان لانے سے پہلے کی ملاقات بھی اس تعریف سے خارج ہے۔

صحابی کا انتقال حالتِ اسلام پر ہو۔ ارتداد (خوانخواستہ) سے صحابیت زائل نہیں ہو گی۔

۱۔ سنن ابی داؤد۔ کتاب العلم۔ باب کتابة العلم ۳/۹۱

خواب میں رؤیت نبوی اور مسئلہ صحابیت:

رؤیت کے حوالے سے ایک سوال یہ ہے کہ اگر کسی نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو کیا اس سے رؤیتِ نبوی ثابت ہو جائے گی اور کیا ایسا خواب دیکھنے والے شخص پر اسم صحابی کا اطلاق ہوگا۔ احادیث میں اس طرح کی روایات آتی ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ اس نے آپ ہی کو برحق دیکھا کیونکہ شیطان آپ کی صورت میں نہیں آسکتا اور مومن کے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ (۱) کہا گیا ہے۔

حضرت انسؓ (م ۹۳ھ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من رآنی فی المنام فقدرآنی فان الشیطان لایتخیل بی' ورؤیة المومن جزء من ستة واربعین جزء من النبوة"(۲)

حضرت انسؓ سے مروی ایک اور روایت میں "لا یتخیل بی" کی جگہ "لا یتمثل بی" کے الفاظ آئے ہیں (۳)

حضرت ابوہریرةؓ (۴) سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من رآنی فی المنام فقدر آنی فان الشیطان لایتمثل بی"(۵)

۱۔ بعض روایتوں میں مومن کے خواب کو نبوت کا پینتالیسواں اور ستر واں حصہ بھی کہا گیا ہے۔
(صحیح مسلم کتاب الرؤیا ۵/ ۴۲۱' ۵/ ۴۲۳)

۲۔ صحیح بخاری۔ کتاب الرویا۔ باب من رای النبی ﷺ فی المنام ۳/ ۷۰۶۔ ۷۰۷

۳۔ مسندابی یعلی ۳/ ۳۲۸

۴۔ عبدالرحمٰن بن عامر' قبیلہ دوس سے تعلق تھا۔ کنیت ابوہریرۃ تھی۔ انہوں نے بلی پالی ہوئی تھی جس کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے آپ کو ابوہریرۃ پکارا۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد شمس تھا۔ آپ نے غزوۂ خیبر (۷ھ) اور صلح حدیبیہ (۸ھ) کے مابین اسلام قبول کیا۔ صحابہ کرامؓ میں سے سب سے زیادہ احادیث آپ سے مروی ہیں۔ آپ کا ایک نام عبداللہ اور آپ کے والد کا نام صخر بھی آتا ہے۔ حضرت ابوھریرۃ نے ۵۷ھ کو وفات پائی۔ آپ کی وفات کے بارے میں ۵۸ھ اور ۵۹ھ کے اقوال بھی ہیں۔ (سیراعلام النبلاء للذھبی ۲/ ۵۷۸۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۱/ ۳۶۲ ومابعد۔ الاصابة لابن حجر ۱۲/ ۶۳ ومابعد۔ اسدالغابة لابن الاثیر ۶/ ۳۱۳ ومابعد۔ تذکرة الحفاظ للذھبی ۱/ ۳۲ ومابعد۔ المعارف لابن قتیبة ص ۱۲۰۔ طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۱۷۔ العبر للذھبی ۱/ ۴۵)

۵۔ سنن ابن ماجه۔ ابواب تعبیرالرویا۔ باب رؤیة النبی ﷺ فی المنام ۳/ ۲۳۲۔
صحیح مسلم۔ کتاب الرؤیا ۵/ ۴۲۳

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (م ۳۲ھ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من رآني في المنام فقد رآني فان الشيطان لايتمثل بي"(۱)

حضرت ابن مسعودؓ ہی کی ایک اور روایت میں "لايتمثل بي" کی بجائے "لايتمثل مثلي" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں(۲)

حضرت ابو سعید الخدریؓ (م ۷۴ھ) کی روایت میں فرمان نبوی کے الفاظ یہ ہیں:

"من رآني فقد رأى الحق فان الشيطان لا يتكونني"(۳)

حضرت جابر بن عبداللہ (۴) سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من رآني في النوم فقدرآني انه لاينبغي للشيطان ان يتمثل في صورتي"(۵)

حضرت ابو سعید الخدریؓ سے بھی ایسی ہی ایک روایت آئی ہے(۶)

حضرت ابو قتادۃؓ (۷) روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من رآني في المنام فقد رآني الحق"(۸)

۱۔ جامع الترمذي، ابواب الرؤيا- باب ماجاء في اقوال النبي ﷺ من رانى في المنام فقدرانى ۵۱/۱

۲۔ سنن الدارمي، كتاب الرؤيا ۱۲٤/۲

۳۔ صحيح بخاري، كتاب الرؤيا، باب من رانى المنام ۷۰۷/۳

۴۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام۔ انصاری۔ کنیت ابو عبداللہ۔ بیعت عقبہ ثانیہ (۱۳نبوی) میں شامل تھے۔ ۱۹ غزوات میں شرکت فرمائی۔ غزوہ بدر اور احد میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ ان کے والد نے انہیں گھر میں بہن بھائیوں کی نگرانی کیلئے چھوڑ دیا تھا۔ آپ ۷۸ھ کو فوت ہوئے اور مدینہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے (الاستيعاب لابن عبدالبر ۱۰۹/۲ ومابعد۔ لاصابة لابن حجر العسقلاني ۴/۲۔ اسدالغابة لابن الاثير ۴۹۲/۱۔ تذكرة الحفاظ للذهبي ۴۳/۱ ومابعد۔ المعارف لابن قتيبة ص۱۳۳۔ شرح الطيبي على مشكوة المصابيح ۱۹۵/۱۲۔ سير اعلام النبلاء للذهبي ۱۸۹/۳ ومابعد)

۵۔ صحيح مسلم۔ كتاب الرؤيا۔ رؤية النبي ﷺ في المنام ۲۳۲/۳

۶۔ حوالہ بالا ۲۳۲/۳

۷۔ ابو قتادہ حارث بن ربعی بن بلدمۃ۔ انصاری، خزرجی۔ ان کا نام النعمان بھی آتا ہے لیکن حارث زیادہ مشہور ہے۔ آپ کے بدری ہونے میں اختلاف ہے۔ آپ کا مدینہ میں ۵۴ھ کو انتقال ہوا۔ ایک رائے یہ ہے کہ آپ کوفہ میں فوت ہوئے۔ (الاستيعاب لابن عبدالبر ۳۳٦/۲ ومابعد۔ لاصابة لابن حجر العسقلاني ۳۰۲/۱۱۔ اسدالغابة لابن الاثير ۲٤٤/٦۔ سير اعلام النبلاء للذهبي ۴٤۹/۲ ومابعد)

۸۔ سنن الدارمی۔ کتاب الرؤیا ۱۲۴/۲

آپ ہی کی ایک اور روایت کے یہ الفاظ ہیں :

"من رآنی فقد رای الحق"(۱)

بعض دوسری روایت ایسی بھی ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کے قولِ مبارک کا یہ مفہوم ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ جلد ہی آپ کو عالم بیداری میں بھی دیکھے گا۔ مثلاً :

حضرت ابو ہریرۃؓ (م ۵۷ھ) سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

"من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولایتمثل الشیطان بی"(۲)

حضرت ابو ہریرۃؓ ہی کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں :

"من رآنی فی النام فسیرانی فی الیقظةاولکانمارآنی فی الیقظة لایتمثل الشیطان بی (۳)

ایک اور روایت میں "لکانما" کی بجائے "فکانما" کے الفاظ ہیں :(۴)

حضرت ابو جحیفہؓ (۵) کی روایت میں فرمان نبوی ﷺ کے الفاظ یہ ہیں :

"من رآنی فی المنام رآنی مستیقظا'ان الشیطان لایستیطع ان یتمثل بی"(۶)

مندرجہ بالا احادیث اس بات پر نص ہیں کہ جس نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ کو ہی بر حق دیکھا۔ علامہ زرقانی ؒ (م ۱۱۲۲ھ) نے "موطا" کی شرح میں امام مالکؒ کا قول نقل کیا ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں :

"مابت لیلة الارایت فیها رسول الله ﷺ"(۷)

میں نے کوئی ایسی رات نہیں گزاری مگر یہ کہ میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔

۱۔ صحیح بخاری۔ کتاب الرؤیا' باب من رای النبی ﷺ فی المنام ۳ / ۴۰۷

۲۔ حوالہ بالا ۳ / ۴۰۶

۳۔ صحیح مسلم کتاب الرؤیا ۵ / ۴۲۳

۴۔ سنن ابی داؤد' کتاب الادب۔ باب فی الرؤیا ۳ / ۵۶۹

۵۔ ابو جحیفہؓ وھب بن عبد اللہ۔ انہیں وھب بن وھب بھی کہا جاتا ہے۔ صغار صحابہ میں سے تھے۔ لیکن آپ نے نبی اکرم ﷺ سے سنا اور آپ سے روایت کیا۔ حضرت علیؓ نے آپ کو کوفہ میں بیت المال کا انچارج بنایا۔ آپ ۷۲ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔ ایک رائے یہ ہے کہ آپ کا سال وفات ۶۴ھ ہے (الاصابة لابن حجر العسقلانی ۱۰ / ۳۲۱ ومابعد۔ اسد الغابة لابن الاثیر ۶ / ۴۷ ومابعد۔ سیر اعلام النبلاء للذهبی ۳ / ۲۰۲

۶۔ مسند ابی یعلی ۱ / ۴۰۴

۷۔ شرح الزرقانی علی موطا امام مالک ۱ / ۴

لیکن خواب میں دیکھنے سے اصطلاحی طور پر رؤیت نبوی ثابت نہیں ہو گی۔ صحابی ہونے کیلئے نبی اکرم ﷺ کو آپ کی دنیوی حیات میں اور اس عالمِ محسوسات میں دیکھنا ضروری ہے(۱) جبکہ خواب کا محسوسات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی زندگی دنیوی زندگی نہیں بلکہ اخروی ہے جس پر دنیوی حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ صحابی نہیں ہے(۲) آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا تعلق معنوی امور سے ہے جن پر دنیوی احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے خواب میں دیئے گئے کسی حکم پر عمل کرنا بھی اس شخص پر واجب نہیں ہے۔(۳) کیونکہ نبی ﷺ کی طرف سے اوامر و نواہی کا دروازہ آپ کی وفات کے ساتھ بند ہو گیا ہے۔ خواب میں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے دیئے گئے حکم سے شریعت اسلامی کے کسی حکم کی تصدیق تو ہو سکتی ہے مگر نئی شریعت وضع نہیں ہو سکتی۔

فسیراني في اليقظه سے مراد: جن روایات میں یہ آیا ہے کہ جس نے رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ آپ ﷺ کو حالتِ بیداری میں بھی جلد ہی دیکھ لے گا۔ ان روایات کی صحت پر کوئی کلام نہیں ہے کیونکہ یہ صحیحین اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔ البتہ ان روایات کے معنی و مراد میں اختلاف ہے۔ اس ضمن میں تین آراء پائی جاتی ہیں۔

پہلی رائے: جن روایات کے مخاطب نبی اکرم ﷺ کے زمانے کے لوگ ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد کے لوگوں پر ان روایات کا اطلاق نہیں ہو گا۔ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں اگر کسی شخص نے آپ پر ایمان لاتے ہوئے آپ کو خواب میں دیکھا اور اس نے ابھی تک آپ ﷺ کو بالمشافہ نہیں دیکھا تو اللہ تعالی ایسے شخص کیلئے نبی اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کرنے اور آپ سے ملاقات کرنے کے اسباب پیدا فرما دے گا۔ یوں وہ شخص آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے بعد آپ کو عالمِ بیداری میں بھی دیکھ لے گا۔(۴)

۱۔ التقييد والايضاح للعراقي، ص ۲۹۵

۲۔ شرح الكوكب المنير لابن النجار ۴۶۶/۲۔

۳۔ فتح الباري لابن حجر العسقلاني ۳/۷۔ المواهب المدنية للقسطلاني ۳۸۱/۳۔ اقتضاء الصراط المستقيم لابن تيمية ص ۳۱۸۔۔ فتح المغيث للسخاوي ۸۱/۴

۴۔ فتح الباري لابن حجر العسقلاني ۳۸۵/۱۲۔ عمدة القاري للعيني ۱۴۰/۲۴۔ ارشاد الساري للقسطلاني ۱۳۴/۱۰۔ البخاري بشرح الكرماني ۱۰۶/۲۴۔ عون المعبود لمحمد شمس الحق العظيم آبادي ۳۶۶/۱۳

دوسری رائے: دوسرا احتمال یہ ہو سکتا ہے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو وہ آپ کو روز آخرت میں دیکھے گا۔ اس طرح اس کے خواب کی تصدیق آخرت کے دن ہو جائے گی جہاں اس کو آپ کا قرب اور آپ کی شفاعت نصیب ہو گی۔(۱)

اس احتمال پر یہ اعتراض ہے کہ قیامت کے دن امت کے تمام لوگ نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے فیضیاب ہوں گے خواہ انہوں نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔

قاضی عیاض (۲) نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ بعید نہیں کہ اللہ تعالی بعض گناہ گاروں کو آخرت کے دن کچھ مدت کیلئے نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے محروم رکھے۔(۳)

تیسری رائے: تیسری رائے یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے قولِ مبارک "فسیرانی فی الیقظة" سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا شخص اپنی زندگی میں ہی حالتِ بیداری میں اپنی دونوں آنکھوں سے آپ کا دیدار کرے گا۔(۴) اس رائے کے علماء نے حدیثِ متذکرہ بالا کے الفاظ کے ظاہری اور عمومی معنی مراد لیے ہیں۔ ان کے نزدیک اس حدیث کی صحابہ کرامؓ یا قیامت کے دن سے تخصیص کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس قول مبارک کی تخصیص نہیں فرمائی۔ لہذا اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے مخاطب صحابہ کرامؓ اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد والے لوگ بھی ہیں۔ یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فوت ہو جانے کے بعد ان کا اس عالمِ مشاہدات میں زندہ نظر آنا ممکن نہیں۔

۱۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۳۸۵/۱۲۔ عمدة القاری للعینی ۱۴۰/۲۴۔
ارشاد الساری للعسقلانی ۱۳۴/۱۰۔ البخاری بشرح الکرمانی ۱۰۶/۲۴۔
عون المعبود لمحمد شمس الحق العظیم آبادی ۳۶۶/۱۳

۲۔ عیاض بن موسی بن عیاض، ابو الفضل۔ آپ کے خاندان کا تعلق اندلس سے تھا۔ ۳۵ سال کی عمر میں قاضی مقرر ہو گئے۔ حدیث، تفسیر، ادب، اصول فقہ اور علوم عربیہ میں اپنے زمانے کے ممتاز عالم تھے۔ مالکی تھے۔ بلیغ خطیب اور شاعر بھی تھے۔ آپ کا انتقال ۵۴۴ھ کو مراکش میں ہوا۔ آپ کی چند اہم تصانیف یہ ہیں: الشفاء فی التعریف بحقوق المصطفی، مشارق الانوار (صحیحین اور موطاء کے انتخاب)، العقیدة، ترتیب المدارک فی تقریب المسالک (مالکی فقہاء کے حالات) (تذکرة الحفاظ للذهبی ۱۳۰۴/۴ الفکر السامی للحجوی ۲۶۰/۴ ومابعد۔ طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۴۷۰)

۳۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۳۸۵/۱۲

۴۔ الحاوی للفتاوی للسیوطی ۴۳۸/۲

علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علامہ ابو محمد بن ابی جمرۃ(۱) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اس اعتراض سے دو نقائص پیدا ہوتے ہیں :

۱۔ نبی اکرم ﷺ جو صادق تھے اور جو اپنی خواہش سے نہیں بولتے تھے ان کے قول مبارک کی عدم تصدیق ہوتی ہے۔

۲۔ اللہ تعالی کے قادر مطلق ہونے سے لاعلمی کا اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالی کا عاجز ہونا لازم آتا ہے۔

انہوں نے مردے کو زندہ کرنے کی قدرتِ الہی کی مثالیں دی ہیں۔ مثلاً بنی اسرائیل کی قوم میں گائے کے گوشت کا ٹکڑا میت کو مارنے کے سبب سے مردہ زندہ ہو جانا(۲) حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا کے سبب سے چار پرندوں کو ذبح کرنے کے بعد ان کا زندہ ہو جانا(۳) اور حضرت عزیر علیہ السلام(۴) کے تعجب کے سبب سے ان کا اور ان کے گدھے کا مر جانا اور پھر سو سال بعد زندہ ہونا(۵) وغیرہ وغیرہ۔ جو ذات یہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے وہ ذات نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کو حالتِ بیداری میں نظر آجانے کا سبب بنا دینے پر قادر ہے۔

علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے علامہ ابو محمد بن ابی جمرۃ (م ۶۹۹ھ) کا بیان اپنے رسالۃ میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے :

"وقدوقع من بعض الناس عدم تصدیق بعمومه' وقال علی ما اعطاه عقله: وکیف یکون من قدمات یراه الحی فی عالم الشاهد؟قال:وفی هذالقول من المحظور وجهان خطران' احدهماعدم التصدیق لقول الصادق علیه السلام الذی لاینطق عن الهوی' والثانی الجهل بقدرة القادروتعجیزهاکانه لم یسمع

۱۔ ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرۃ۔ محدث۔ آپ کا انتقال ۶۹۹ھ کو ہوا۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں : مختصر الجامع الصحیح للبخاری۔شرح بهجة النفوس(معجم المؤلفین لعمر رضا کحالة ۴۰/۶)

۲۔ سورة البقرة:۷۲۔۷۳

۳۔ سورۃ البقرۃ : ۲۶۰

۴۔ متعلقہ شخصیت کے بارے میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔ مشہور قول یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام تھے۔ دیگر اقوال یہ ہیں : حضرت ارمیاء' حضرت حزقیل' ایک کافر جسے دوبارہ زندہ کیے جانے پر شک تھا۔(تفسیر ابن کثیر ۳۱۵/۱۔ تفسیر الفخر الرازی ۳۱/۷۔ تفسیر البغوی ۳۴۳/۱

۵۔ سورۃ البقرۃ : ۲۵۹

فی سورۃ البقرۃ قصۃ البقرۃ وکیف قال اللہ تعالیٰ:(اضربوہ ببعضھا' کذلک یحی اللہ الموتی)(۱) وقصۃ ابراھیم علیہ السلام فی الاربع من الطیر' وقصۃ عزیز' فالذی جعل ضرب المیت ببعض البقرۃ سبب الحیاتہ' وجعل دعا ابراھیم سبب الاحیاء الطیور' وجعل تعجب عزیر سبب لموتہ وموت حمارہ ثم لاحیائھما بعد ماتہ سنۃ قادر ان یجعل رؤیتہ ﷺ فی النوم سبب الرؤیتہ فی الیقظۃ"(۲)

دیدار نبوی بذریعہ کشف(۳): صوفیاء کرام کے ہاں یہ دعویٰ ہے کہ وہ حالتِ بیداری میں بذریعہ کشف نبی اکرم ﷺ کا دیدار کرتے ہیں(۴) علماء کے درمیان اس ضمن میں اختلاف ہے کہ صوفیاء کرام کا نبی اکرم ﷺ کو کشف سے دیکھنا عین ذات کو دیکھنا ہے یا آپ ﷺ کی مثالی صورت کو دیکھنا ہے(۵) لیکن ان کے ہاں کشف کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کو دیکھنا ممکن ہے۔امام غزالی(م ۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

"ومن اول الطریقۃ تبتدی المکاشفات والمشاھدات' حتی انھم فی یقظتھم یشاھدون الملائکۃ' وارواح الانبیاء ویسمعون منھم اصواتا ویقتبسون منھم فوائد"(۶)

طریقہ سلوک کا آغاز مکاشفات و مشاہدات سے ہوتا ہے حتی کہ سالکین ملائکہ اور ارواحِ انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ان کا کلام سنتے ہیں اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ(م ۹۱۱ھ) نے "تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبیؐ والملک" میں اور علامہ ابن حجر المکی(م ۹۷۴ھ) نے "الفتاوی الحدیثیۃ" میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے

۱۔ سورۃ البقرۃ: ۷۲۔۷۳

۲۔ الحاوی للفتاوی للسیوطی ۲/ ۴۳۸

۳۔ اہل سلوک کے ہاں کشف مکاشفہ سے ہے جس کے معنی جسمانی روح کے سامنے سے پردہ اٹھ جانے کے ہیں اور جس کا ادراک ظاہری حواس سے نہیں ہو سکتا(کشف اصطلاحات الفنون للتھانوی ۲/ ۱۳۶۶)

۴۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۱۲/ ۳۸۵۔ارشاد الساری للقسطلانی ۱۰/ ۱۳٤۔ الحاوی للفتاوی للسیوطی ۲/ ٤٤١ ومابعد۔ الکبریت الاحمر لابن العربی فی الیوقیت والجواھر للشعرانی ۲/ ۹۲

۵۔ الکبریت الاحمر لابن العربی فی الیوقیت والجواھر للشعرانی ۲/ ۹۲۔ الفتاوی الحدثیۃ لابن حجر المکی ۲۹۸۔

۶۔ المنقذ من الضلال للغزالی' ص ۵۰

نبی اکرم ﷺ کو حالتِ بیداری میں دیکھا۔ آپ سے گفتگو کی اور آپ سے مصافحہ کیا وغیرہ وغیرہ (۱)

شاہ ولی اللہؒ (۲) نے قرآن مجید نبی اکرم ﷺ سے براہِ راست پڑھنے کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"وان سالتنی عن الخبر الصدق فانی تلمیذ القرآن العظیم بلا واسطة" (۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے نبی اکرم ﷺ کو آپ کی وفات کے بعد دیکھنے کے قول پر دو اعتراضات کیے ہیں:

پہلا یہ کہ کئی لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا پھر ان لوگوں نے بیداری میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھنے کا ذکر نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ صادق تھے ان کی باتوں میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔

دوسرا اعتراض یہ کہ اگر نبی اکرم ﷺ کو حالتِ بیداری میں دیکھنے والی حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے تو اس سے وہ سارے لوگ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے بعد بیداری میں دیکھا، وہ صحابی ہو جائیں گے اور صحبت کا امکان قیامت تک رہے گا۔ (۴)

جن لوگوں نے حالتِ بیداری میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھنے کا ذکر کیا ہے ان میں سے کسی نے بھی صحابی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایسی رؤیت نبوی کا تعلق اس عالمِ آب و رنگ سے نہیں بلکہ عالمِ ملکوت سے ہے اور اس سے صحبت ثابت نہیں ہوتی۔ علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

"فشرط الصحبة ان یراہ فی عالم الملک، وھذہ الرؤیة وھو فی عالم الملکوت" (۵)

۱۔ الحاوی للفتاوی للسیوطی ۴۳۹/۲ ومابعد۔ الفتاوی الحدیثیة لابن حجر المکی، ص ۲۹۹ ومابعد۔

۲۔ شاہ ولی اللہ احمد بن ابراہیم، دہلوی ہندی، حنفی، تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد کلام کے عالم ۱۱۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم تصانیف یہ ہیں: ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء (فارسی) الانصاف فی بیان سبب الاختلاف۔ حجة اللہ البالغه۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (فارسی) آثار المحدثین (فارسی) فیوز الحرمین۔ عقد الجید فی احکام الاجتهاد والتقلید۔ (معجم المؤلفین لعمر رضا کحالة ۲۷۲/۱۔ ابجد العلوم لصدیق حسن ۲۴۱/۳ ومابعد)

۳۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر لشاہ ولی اللہ الدہلوی، ص ۷۳

۴۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۳۸۵/۱۲

۵۔ الحاوی للفتاوی للسیوطی ۲/۴۵۴۔ مزید ملاحظہ ہو الفتاوی الحدیثیة لابن حجر المکی، ص ۳۰۰

محدثین نے بھی صحابی کیلئے اس رؤیت کو معتبر جانا ہے جو نبی اکرم ﷺ کی وفات سے قبل اور اس دنیا میں ہو۔(۱)

لہذا صوفیاء کرام کا کشف و کرامات سے نبی اکرم ﷺ کو دیکھنے کا دعویٰ ان کے صحابی ہونے کو لازم نہیں کرتا کیونکہ کشف و کرامات سے شرعی احکام ثابت نہیں ہوتے۔

سابقہ انبیاء کرامؑ اور صحابیت کا مسئلہ

وہ تمام سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو معراج کے موقع پر آسمانوں میں دیکھا(۲)

مثلاً حضرت آدمؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور وہ انبیاء کرامؑ جنہیں نبی اکرمؐ نے معراج کے واقعہ میں بیت المقدس میں پایا اور آپ نے وہاں ان انبیاء کی نماز کی امامت کرائی(۳) ان پر لفظ صحبت کا اطلاق نہیں ہوگا۔(۴) کیونکہ انہوں نے نبی اکرمؐ کو بعد الموت دیکھا اور حیات بعد الموت کا امورِ تکلیفیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مزید یہ کہ انبیاء کرام کا مقام و مرتبہ صحابہ کرامؓ کے مرتبہ سے افضل اور بلند ہے۔ اسکے علاوہ رؤیت وہی معتبر ہے جو اس عالمِ موجودات اور اس دنیا کی زمین پر ہو۔ ساتوں آسمان محل تکلیف نہیں ہیں۔ وہاں شرعی احکام جاری نہیں ہوں گے۔(۵) لہذا آسمانوں میں اگر کسی نے نبی اکرمؐ کو دیکھا تو اس سے صحبت ثابت نہیں ہوگی اور نہ ہی ایسی رؤیت معتبر ہوگی۔

۱۔ فتح الباری لابن حجر عسقلانی ۳/۷۔ التقییدوالایضاح للعراقی، ص ۲۹۵۔ المواهب اللدنية للقسطلانی ۳۸۱/۳

۲۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ معراج کی رات نبی اکرم ﷺ نے پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ، تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ، چوتھے پر حضرت ادریسؑ، پانچویں پر حضرت ہارونؑ، چھٹے پر حضرت موسیٰؑ اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات کی(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء باب المعراج ۴٦١/٢ ومابعد۔ مزید ملاحظہ ہو: السيرة النبوية لابن هشام ٤٨/٢۔ السيرة النبوية لابن كثير ٩٩/٢۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوة ٢٧٠/١ ومابعد)

۳۔ السيرة النبوية لابن هشام ٣٨/٢۔ السيرة النبوية لابن كثير ٩٦/٢۔

۴۔ التقييدوالايضاح للعراقی، ص ۲۹۵۔ فتح المغيث للسخاوی ۸۱/٤

۵۔ التقييدوالايضاح للعراقی، ص ۲۹۵۔ ۲۹٦

حضرت عیسیٰ اور صحابیت: معراج کی رات بیت المقدس میں حضرت عیسیٰؑ کا نبی اکرم ﷺ کو اسی زمین پر دیکھنا اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنا ثابت ہے(۱) اور یہ بھی صحیح ہے کہ حضرت عیسیٰؑ پر موت واقع نہیں ہوئی اور وہ ابھی زندہ ہیں(۲) اس لحاظ سے حضرت عیسیٰؑ پر صحبت نبوی ﷺ کا بظاہر اطلاق کیا جاسکتا ہے(۳)

حضرت عیسیٰؑ جب اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی شریعت کا اتباع کریں گے۔ اپنی سابقہ شریعت کے ساتھ نہیں آئیں گے(۴) حضرت عیسیٰؑ کی پیغمبری کا زمانہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے ظہور کے بعد ختم ہو گیا تھا۔

جن اور صحابیت کا مسئلہ: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم ﷺ انسانوں کی طرح جنوں کی طرف بھی مبعوث ہوئے تھے۔(۵) قرآن مجید کی آیت ہے:

"تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا"(۶)

علامہ قسطلانیؒ (م ۹۲۳ھ) مندرجہ بالا آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ مفسرین کا اس بات

۱۔ السیرة النبویة لابن هشام ۳۸/۲۔ السیرة النبویة لابن کثیر ۹۶/۲۔

۲۔ سورۃ النساء: ۱۵۷۔۱۵۸

۳۔ التقیید والایضاح للعراقی، ص ۲۹۶

۴۔ نزول حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ جن کی رو سے حضرت عیسیٰؑ قیامت برپا ہونے سے پہلے اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ وہ دمشق کے ایک مینار پر صبح کی نماز کے وقت اتریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ نبی اکرم ﷺ کے ایک امتی بن کر آئیں گے اور عادل حکمران اور منصف امام ہوں گے۔ وہ دجال کا خاتمہ کریں گے۔ ملاحظہ ہو: صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ بیان نزول عیسیٰؑ حاکما بشریعة نبینا ﷺ ۲۵۵/۱ ومابعد۔ سنن ابی داود۔ کتاب الملاحم، باب امارات الساعة۔ ۲۹۳/۳۔ سنن ابن ماجه۔ ابواب الفتن۔ باب فتنة الدجال وخروج عیسی ابن مریم۔ ۳۱۵/۳ ومابعد۔ جامع ترمذی۔ ابواب الفتن۔ باب ماجاء فی نزول عیسی ابن مریم ۸۱۷/۱

۵۔ فتح المغیث للسخاوی ۸۰/٤۔ شرح الکوکب المنیر لابن النجار ۴۷۲/۲۔ التقیید والایضاح للعراقی، ص ۲۹۵ المواهب اللدنیة للقسطلانی ٦٤٦/٢۔ الاصابة لابن حجر ۷/۱۔ فتح الباری لابن حجر ۳/۷۔ تفسیر الفخر الرازی ٤٥/٢٤۔ ۱۵۳/۳۰۔ الیوقیت والجواهر للشعرانی ۳۹/۲ ومابعد۔ المواهب اللدنیة للقسطلانی ٦٤٥/٢

۶۔ سورۃ الفرقان: ۱

کا اس بات پر اجماع ہے کہ جن اس آیت کے حکم میں داخل ہیں۔(۱)

حضرت ابو ھریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لي الغنائم وجعلت لى الارض طهوراومسجداوارسلت الى الخلق كافة وختم بى النبيون"(۲)

(مجھ کو چھ باتوں کی وجہ سے پیغمبروںؑ پر فضیلت دی گئی۔ مجھ کو وہ کلام ملا جس کے الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہیں۔ اور میری مدد کی گئی رعب سے اور مجھے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ کی گئی اور میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا اور میرے اوپر نبوت ختم کی گئی۔)

اس حدیث میں وارسلت الی الخلق کافۃ" انسانوں اور جنوں کو شامل ہے۔(۳) لہذا جن آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کے مکلف ہیں۔ جنوں میں مطیع بھی ہیں اور گناہ گار بھی ہیں۔ قرآن مجید کی سورۃ الاحقاف(۴)' سورۃ الجن(۵) اور احادیث(۶) کی رو سے یہ

۱۔ المواهب الدنية للقسطلانی ۶۴۶/۲

۲۔ صحیح مسلم 'کتاب المساجد ومواضع الصلوة' ۹۹/۲۔ مزید ملاحظہ ہو: جامع ترمذی 'ابواب الجهاد' باب ماجاء فی الغنيمة ۵۶۳/۱ ومابعد۔

۳۔ المواهب اللدنية للقسطلانی ۶۴۶/۲۔ علامہ قسطلانی خود رسوال اٹھاتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات "قل يايهاالناس انى رسول الله اليكم جميعا" (الاعراف: ۱۵۸) اور "ومارسلناك الاكافة للناس (سبا: ۲۸) میں نبی اکرم کی رسالت کی بظاہر انسانوں کیلئے تخصیص ہوتی ہے اور یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ انسانوں کے علاوہ دوسرے ان آیات کے حکم میں داخل نہیں ہیں۔ پھر وہ اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ اس آیت کی غرض تمام انسانوں کیلئے نبی اکرم کی رسالت کا عموم بیان کرنا ہے۔(المواهب اللدنية للقسطلانی ۶۴۶/۲)

۴۔ سورۃ الاحقاف: ۲۹۔۳۰ ۵۔ سورۃ الجن: ۱

۶۔ صحیح بخاری 'کتاب التفسیر' باب "قل اوحى الى ۹۵۶/۲ ومابعد۔ صحیح مسلم 'کتاب التفسیر ۵۲۳/۶ اور جامع ترمذی 'ابواب تفسیر القرآن "ومن سورة الجن" ۵۳۷/۲ ومابعد۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نخلہ کے مقام پر بازار عکاظ میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو فجر کی نماز پڑھائی۔ جنوں کا ایک گروہ پاس سے گزرا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن مجید کی تلاوت سنی اور ایمان قبول کیا۔ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ یہ سات جن تھے جو نصیبین کے رہنے والے تھے (السيرة النبوية لابن هشام ۶۳/۲۔ مزید ملاحظہ ہو: السيرة النبوية لابن كثير ۱۵۳/۲) بعض علماء نے ان سات مومن جنوں کے نام بھی بیان کیے ہیں جو یہ ہیں: شاصر۔ماصر۔ناشی۔منشی۔الاحقب۔زوبعة۔سرق۔عمر۔جابر (شرح الكوكب المنير لابن النجار ۴۷۲/۲)

بات مسلمہ ہے کہ جنوں نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن مجید سنا تھا اور انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ چونکہ جن بھی انسانوں کی طرح ایمان لانے کے مکلّف ہیں اس لئے مومن جنوں میں سے جنہوں نے بھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لائے تو وہ "صحابہ" کے حکم میں داخل ہیں۔ علماء نے ظاہر میں یہی رائے اختیار کی ہے اور اسے ہی راجح قرار دیا ہے (۱)

ملائکہ اور صحابیت کا مسئلہ : نبی اکرم ﷺ جب واقعہ معراج میں آسمانوں پر تشریف لے گئے تو وہاں ان کی ملاقات ملائکہ سے بھی ہوئی۔ فرشتے آپ سے ہنسی خوشی ملے۔ اچھی باتیں کیں اور انہوں نے آپ کو اچھی دعائیں دیں۔ علامہ ابن اسحاق (۲) نے ان اہل علم سے نقل کیا ہے جنہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تلقتنی الملائکة حین دخلت السماء الدنیا۔فلم یلتقنی ملک الاضاحکا مستبشرایقول خیرا ویدعوابه" (۳)

واقعہ معراج میں فرشتوں کا نبی اکرم ﷺ کو دیکھنا اور آپ سے ملاقات ثابت ہے۔ ان فرشتوں کے "صحابہ" ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ اس سوال کے جواب میں ہے کہ کیا نبی اکرم ﷺ فرشتوں کی طرف بھی رسول مبعوث ہوئے تھے؟ کیونکہ جو حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا مکلّف ہی نہیں ہے اس کا آپ کو دیکھنا یا ملاقات کرنا کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا۔

رسول اکرم ﷺ کا ملائکہ کی طرف مبعوث ہونے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ علماء کا ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ آپ ﷺ فرشتوں کی طرف بھی رسول بنا کر بھیجے گئے (۴) وہ اپنے موقف کی تائید میں مندرجہ ذیل قرآنی نص پیش کرتے ہیں:

۱۔ فتح المغیث للسخاوی ۸۰/۴۔شرح الکوکب المنیر لابن النجار ۴۷۶/۲۔تفسیر الفخر الرازی ۴۵/۲۵۔التقیید والایضاح للعراقی ۲۹۵۔الاصابة لابن حجر ۷/۱۔ المواهب اللدنیة للقسطلانی ۳۸۰/۳۔فتح الباری لابن حجر ۳/۷

۲۔ محمد اسحاق بن یسار المطلبی۔ حافظ۔ بحر علم۔ صحابی حضرت انسؓ کو دیکھنے کا شرف حاصل ہے۔ علماء نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ انہیں حدیث میں امیر المؤمنین بھی کہا گیا ہے۔ آپ کا انتقال ۱۵۱ھ کو ہوا۔ (العبر للذهبی ۱۶۵/۱ ومابعد۔شذرات الذهب لابن العماد ۲۳۰/۱)

۳۔ السیرة النبویة لابن هشام ۴۵/۲

۴۔ الیواقیت والجواهر للشعرانی ۴۰/۲۔اسد الغابة لابن الاثیر ۱۲/۱۔الفتاوی الحدیثیة لابن حجر المکی ص ۶۲۔فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۳/۷۔تفسیر الفخر الرازی ۴۵/۲۴۔المواهب اللدنیة للقسطلانی ۶۴۹/۲

"تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا"(۱)
(نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہان والوں کیلئے خبر دار کرنے والا ہو۔)
مندرجہ بالا آیت میں لفظ "العالمین" میں انسانوں' جنوں اور ملائکہ سب کو شامل ہے۔

نبی اکرمؐ کا ایک فرمان مبارک ہے "وارسلت الی الخلق کافة"(۲) اس حدیث کے دو الفاظ "الخلق" اور "الکافة" قابل غور ہیں۔ ان میں جمیع مخلوقات شامل ہیں۔(۳)

جمہور علماء کے نزدیک نبی اکرم ﷺ ملائکہ کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ انسانوں اور جنوں کی طرف آپ کی رسالت تھی۔(۴)

وہ کہتے ہیں کہ لفظ "العالمین" عام مخصوص ہے۔ جمہور علماء اور اصولیین کے نزدیک "عام مخصوص' حجت ہے۔ اگر عام مخصوص سے استدلال باطل مان لیا جائے تو پھر بہت سی ادلہ سے استدلال باطل ہو جائے گا۔(۵)

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک کہ "وارسلت الی الخلق کافة"(۶) اس میں ملائکہ شامل نہیں ہیں۔ علامہ قسطلانی (م ۹۲۳ھ) لکھتے ہیں کہ کہ یہاں صرف جن وانس مراد ہیں۔(۷) علامہ بیہقی (۸) نے بھی لکھا ہے :

۱۔ سورۃ الفرقان :۱

۲۔ صحیح مسلم کتاب المساجد وسواضع الصلٰوۃ ۹۹/۲۔ جامع ترمذی' ابواب الجهاد۔ باب ماجاء فی الغنیمة ۵۶۳/۱ ومابعد۔

۳۔ الفتاوی الحدیثیة لابن حجر المکی ۱۵٤ ومابعد

۴۔ فتح الباری لابن حجر العسقلانی ۳/۷۔ المواهب اللدنیة للقسطلانی ٦٤٩/۲۔ فتح المغیث للسخاوی ۸۱/٤۔ الیواقیت والجواهر للشعرانی ٤٠/۲

۵۔ المواهب اللدنیة للقسطلانی ٦٤٩/۲

۶۔ صحیح مسلم 'کتاب المساجد ومواضع الصلوة ۹۹/۲۔ مزید ملاحظہ ہو: جامع ترمذی۔ ابواب الجهاد۔ باب ماجاء فی الغنیمة ٥٦٣/۱ ومابعد۔

۷۔ المواهب اللدنیة للقسطلانی ٦٤٦/۲

۸۔ احمد بن الحسین بن علی 'البیهقی' ابوبکر۔ شافعی۔ محدث۔ فقیہ۔ حافظ حدیث۔ آپ کا انتقال ۴۵۸ھ کو ہوا۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں: السنن الکبیر۔ السنن الصغیر۔ دلائل النبوة والسنن والآثار۔ شعب الایمان۔ الخلافیات۔ مناقب الامام شافعی۔ کتاب الاسرار۔ مناقب الامام احمد۔ کتاب الاعتقاد۔ (العبر للذهبی ۳۰۸/۲۔ مرآة الجنان للیافعی ۸۱/۳ ومابعد۔ معجم المؤلفین لعمر رضا کحالة ۲۰٦/۱۔ التاج المکلل لصدیق حسن 'ص ۲۲

"لان النبی ﷺ انما ارسل الی الجن والانس دون الملائکة"(۱)

علامہ فخر الدین الرازی(۲) نے نبی اکرمؐ کے ملائکہ کی طرف رسول مبعوث نہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ اگرچہ "عالم" میں اللہ تعالی کے سوا ہر چیز داخل ہے اور اس میں جنوں' انسانوں اور فرشتوں میں سے تمام مکلفین بھی شامل ہیں لیکن اس بات پر اجماع امت ہے کہ آپؐ فرشتوں کی طرف رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ بلکہ تمام جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنائے گئے تھے۔

علامہ فخر الدین الرازی(م ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

"ان العالم کل ماسوی اللہ تعالی ویتناول جمیع المکلفین من الجن والانس والملائکة فوجب ان یکون رسولا الی الجن والانس جمیعا"(۳)

دونوں گروہوں کے علماء کے پاس کوئی قطعی دلیل نہیں ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک کا استدلال ظنی ہے۔ا. تہ جمہور کے نزدیک جن فرشتوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا وہ صحابہ نہیں ہیں کیونکہ ایک بات تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اس عالمِ شہود میں نہیں دیکھا۔ مزید یہ کہ صحابہ کرامؓ کی سیرتوں پر لکھنے والوں میں سے کسی نے بھی ملائکہ کو صحابہ میں شامل نہیں کیا(۴) یہی رائے راجح معلوم ہوتی ہے۔

دعوی صحابیت کی مدت: علماء نے صحابی ہونے کا دعویٰ قبول کرنے کی مدت احادیث کی روشنی میں مقرر کی ہے۔ جس کے بعد کسی شخص کا دعوئے صحابیت قبول نہیں کیا جائے گا۔

علامہ عراقیؒ (م ۸۰۲ھ) نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ کسی شخص کی جانب سے صحبت نبوی کا دعویٰ ہجرت کے ایک سو سال بعد قبول نہیں کیا جائے گا(۵)

۱۔ شعب الایمان للبیہقی ۱۹۴/۱

۲۔ محمد بن عمر بن الحسین' ابو عبد اللہ' فخر الدین۔ جائے پیدائش "الری" کی نسبت سے الرازی کہلائے۔ علوم شرعیہ کے ممتاز عالم اور علوم عقلیہ میں اپنے زمانے کے امام تھے۔ آپ کا انتقال ۶۰۶ھ کو ہوا۔ آپ کی چند اہم تصانیف یہ ہیں: تفسیر مفاتیح الغیب۔ المحصول' شرح الوجیز۔ البیان' شرح کدیات القانون فی الطب۔ شرح اسماء اللہ الحسنی۔(طبقات الشافعیة لکبری ۳۳/۵ ومابعد۔ الفوائد البهیة لکنوی ۱۹۱ ومابعد۔ طبقات الشافعیة لحسینی ۲۱۶ ومابعد)

۳۔ تفسیر الفخر الرازی ۴۵/۲۴

۴۔ التقیید والایضاح لعراقی ۲۵۹۔ فتح المغیث للسخاوی ۸۱/۴۔ المواهب اللدنیة لقسطلانی ۶۴۶/۲

۵۔ التقیید والایضاح لعراقی ص ۳۰۱

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا ہے کہ ہجرت نبی ﷺ سے ایک سو بیس سال گزرنے تک دعویٰ صحابیت قبول کیا جائے گا۔(۱)

علامہ سیوطی (م۹۱۱ھ) کے نزدیک یہ مدت نبی اکرم ﷺ کی وفات کے ایک سو سال بعد تک ہے۔(۲)

اس مدت کے تعین کی بنیاد وہ روایات ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے اس بات کی خبر دی تھی کہ اب سے سو برس بعد ان لوگوں میں سے کوئی بھی زندہ باقی نہیں رہے گا۔ یہ بات آپؐ نے اپنی رحلت والے سال بیان فرمائی تھی۔(۳) آپ کی رحلت ۱۱ ہجری کو ہوئی تھی(۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۵) روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے اپنے آخری ایام عمر مبارک میں عشاء کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"ارایتکم لیلتکم ھذہ فان راس مائة سنة منھالایبقی ممن ھوالیوم علی ظھر الارض احد"(۶)

۱۔ الاصابة فی تمیزالصحابة لابن حجرالعسقلانی ۹/۱

۲۔ تدریب الراوی للسیوطی ۲/۲۱۳

۳۔ الاصابةفی تمیزالصحابةلابن حجرالعسقلانی ۹/۱۔تدریب الراوی للسیوطی ۲۱۳/۱

۴۔ السیرة النبویة لابن کثیر ۵۰۶/۴

۵۔ عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ۔ ۳ نبوی کو ولادت ہوئی۔ ہجرت کے وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ آپ نے اپنے والد حضرت عمرؓ کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ غزوۂ بدر میں کم عمری کی وجہ سے شرکت کی اجازت نہ ملی۔ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔ قبول اسلام کے وقت ابھی آپ بالغ نہیں ہوئے تھے۔ کثرت سے احادیث روایت کیں۔ حدیث اور فقہ کے علماء صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کی وفات ۸۴ھ کو ہوئی۔الطبقات الکبری لابن سعد ۳۷۳/۲۔سیراعلام النبلاء للذھبی ۲۰۳/۳ ومابعد۔الاصابةلابن حجر ۱۶۷/۶ ومابعد۔اسدالغابةلابن الاثیر ۳۳۶/۳ ومابعد۔ تذکرةالحفاظ للذھبی ۳۷/۱ حلیةالاولیاء لابی نعیم الاصبہانی ۲۹۲/۱۔المعارف لابن قتیبة ص۱۲۴۔شرح الطیبی ۲۷۰/۱۲

۶۔ صحیح البخای 'کتاب العلم' باب السمربالعلم ۱۳۵/۱۔کتاب مواقیت الصلوٰة' باب ذکر العشاء والعتمة ۲۷۳/۱۔باب السمر فی الفقه الخیر ۲۸۳/۱۔صحیح مسلم' کتاب الفضائل ' باب بیان لایبقی علی راس مائة سنة احدممن ھوموجود۔الآن ۱۸۹/۶ ومابعد۔ سنن ابی داؤد'کتاب الملاحم' باب قیام الساعة ۳۰۷/۳۔جامع ترمذی ابواب الفتن' باب ماجاء فی ذکرابن صیاد ۸۳۲/۱

(میں تمہیں اس رات کے بارے میں خبر دوں۔ جو شخص آج زمین پر زندہ ہے سو برس بعد ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔)

حضرت ابو سعید الخدریؓ (م ۷۴ ھ) روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب غزوۂ تبوک (۱) سے واپس لوٹے تو صحابہ کرامؓ نے آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ وہ کب آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لاتاتی مائة سنة وعلی الارض نفس منفوسة الیوم"(۲)
(سو برس گزرنے کے بعد آج کا کوئی شخص زندہ نہیں رہے گا)

حضرت جابر بن عبداللہؓ (م ۷۸ ھ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی رحلت سے ایک مہینہ پہلے فرمایا:

"تسالونی عن الساعة وانما علمها عنداللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسة تاتی علیها مائة سنة"(۳)

(تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو۔ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کوئی جان ایسی نہیں جس پر (آج کے دن سے) سو برس پورے ہوں)

مندرجہ بالا احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان احادیث میں مذکورہ رات کو روئے زمین پر زندہ پائے جانے والوں میں سے کوئی بھی ایک سو سال گزرنے کے بعد باقی نہیں بچے گا۔

حضرت ابن عمرؓ (م ۸۴ ھ) نے متذکرہ بالا فرمانِ نبوی ﷺ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بعض لوگوں نے "مائة سنة" کی توضیح کرنے میں اس دوسرے باتوں کی طرف خیال دوڑانا شروع کر دیے ہیں حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے یہی فرمایا تھا کہ جو آج زمین پر ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ یہ قرن گزر جائے گا۔

۱۔ یہ غزوہ مسلمانوں نے ۹ھ کو رومیوں کے خلاف لڑی تھی (السیرة النبویة لابن ھشام ۱۵۹/۴)

۲۔ صحیح مسلم بشرح النووی، کتاب الفضائل، باب بیان لایبقی علی راس مائة احد ممن ھو موجود الآن ۱۹۱/۶ ومابعد۔

۳۔ صحیح مسلم بشرح النووی، کتاب الفضائل، باب بیان لایبقی علی راس مائة احد ممن ھو موجود الآن ۱۹۰/۶ ومابعد۔ جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد ۸۳۲/۱

حضرت ابن عمرؓ کے قول کے الفاظ یہ ہیں :

"فوھل الناس فی مقالة النبی ﷺ الی مایتحدثون فی ھذہ الاحادیث عن مائة سنة وانماقال النبی ﷺ لایبقی سمن ھوالیوم علی ظھرالارض نریدبذلک انما تخرم ذلک القرن"(۱)

بعض روایتوں میں "تنخرم" کی بجائے "ینخرم" کا لفظ آیا ہے۔

علامہ نووی (م ۶۷۶ھ) نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ ذی روح جو اس رات زمین پر تھا اس رات کے ایک سو سال بعد زندہ نہیں رہے گا۔ اس حدیث میں اس رات کے بعد پائے جانے والے کسی ذی روح کے ایک سو سال بعد زندہ رہنے کی نفی نہیں کی گئی۔ وہ لکھتے ہیں :

"والمرادان کل نفس منفوسة کانت تلک اللیلة علی الارض لاتعیش بعدھا اکثرمن مائة سنواقل امرھاقبل ذلک ام لاولیس فیه نفی عیش احدیوجد بعد تلک اللیلةفوق مائة سنة"(۲)

حضرت جابر بن عبداللہؓ (م ۷۸ھ) اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ (م ۸۴ھ) کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سو سال والی بات اپنی زندگی مبارک کے آخری ایام میں بیان فرمائی تھی۔ آپ کی رحلت ۱۱ھ کو ہوئی۔ اس طرح دعوائے صحابیت کی مدت کی حد تقریباً ۱۱۰ھ تک بنتی ہے۔

علمائے حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے آخر میں جس صحابی کا انتقال ہوا وہ

۱۔ صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ 'باب السمرفی الفقه والخیر بعدعشاء ۲۸۳/۱۔ مزید ملاحظہ: صحیح مسلم' کتاب الفضائل' باب لایبقی علی راس مائة سنة ۱۸۹/۶ ومابعد۔ سنن ابی داؤد' کتاب الملاحم' باب قیام الساعة ۳۰۷/۳۔ جامع ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی ذکرابن صیاد ۸۳۲/۱۔ فتح الباری لابن حجرالعسقلانی ۶۱/۲

۲۔ صحیح مسلم بشرح النووی ۹۰/۱۶

حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہؓ(۱) تھے(۲) علمائے نے حضرت ابو طفیلؓ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ ان کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کو دیکھنے والوں میں سے کوئی بھی اب روئے زمین پر باقی نہیں ہے(۳)

"رایت النبی ﷺ ولم یبق علی وجه الارض احد رآه غیره"(۴)

علامہ نوویؒ(م ۶۷۶ھ) نے لکھا ہے کہ حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہؓ کے سال وفات کے بارے میں ایک سے زیادہ اقوال ہیں جو یہ ہیں: ۱۰۰ھ' ۱۰۷ھ' ۱۱۰ھ' اور ۱۲۰ھ(۵) البتہ اکثر علماء نے حضرت ابو طفیلؓ کا سال وفات ۱۰۰ھ قرار دیا ہے۔(۶)

۱۔ ابو طفیل عامر بن واثلۃ الکنانی۔ انکا ایک نام عمرو بن وثلۃ بھی آیا ہے لیکن مشہور نام عامر بن واثلۃ ہی ہے۔
آپ کی پیدائش غزوۂ احد والے سال یعنی ۳ھ کو ہوئی۔ آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زندگی مبارک کے آٹھ سال پائے۔ وہ کوفہ چلے گئے تھے جہاں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد آپ مکہ چلے آئے جہاں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت ابو طفیلؓ عالم' فاضل' فصیح البیان' حاضر جواب اور شاعر تھے۔ آپ کا سال وفات ۱۰۰ھ ہے(سیر اعلام النبلاء للذهبی ۴۶۷/۳ ومابعد۔ الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۳/۱۲ ومابعد۔ الاصابة فی تمیز الصحابة لابن حجر العسقلانی ۳۰۴/۵ ومابعد۔ اسد الغابة لابن الاثر ۱۴۳/۳ ومابعد۔ المعارف لابن قتیبة'ص ۱۴۹)

۲۔ علوم الحدیث لابن الصلاح ۲۷۰۔ فتح الباری لابن حجر ۶۱/۲۔ المواهب اللدنیة للعسقلانی ۳۸۲/۳۔ التقیید والایضاح للعراقی'ص ۳۱۳۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۴۵۷/۵۔

۳۔ اسد الغابة لابن الاثیر ۱۷۷/۶

۴۔ الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۴/۱۲۔ مزید دیکھیں: تاریخ الامم والملوک للطبری ۱۸۶/۳ صحیح مسلم 'کتاب الفضائل باب صفة شعره ﷺ ۴۴/۶

۵۔ صحیح مسلم بشرح النووی کتاب الفضائل باب فضل الصحابة ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔

۶۔ صحیح مسلم بشرح النووی' کتاب الفضائل باب صفة شعره ﷺ ۴۴/۶' الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۴/۱۲۔ علوم الحدیث لابن الصلاح'ص ۲۷۰۔ التقیید والایضاح للعراقی' ص ۳۱۳ المواهب اللدنیة للقسطلانی ۳۸۲/۳

لہذا ۱۱۰ھ کے بعد کسی شخص کی طرف سے صحابی ہونے کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا(۱)

معرفت صحابی کے طریقے

کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم کرنا کہ وہ صحابی ہے "معرفت صحابی" کہلاتا ہے۔ معرفت صحابی کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں(۲)

۱۔ بعض کذابوں نے ۱۱۰ھ کے بعد صحابی ہونے کا دعویٰ کیا لیکن امت مسلمہ نے ان کے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا اور انہیں صحابی نہیں مانا۔ مثلاً جعفر بن نسطور الرومی نے نبی اکرم ﷺ کی وفات سے ------ سال بعد نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہنے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوۂ تبوک میں شرکت کی تھی(الاصابة لابن حجر العسقلانی ۱۳۸/۲)

اسی طرح کذاب رتن ہندی نے چھٹی صدی ہجری میں صحابی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس نے احادیث بھی روایت کیں جنہیں رتنیات کہا جاتا ہے۔ مثلاً اس کی ایک روایت ہے کہ ہم موسم خزاں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھے۔ اتنی میں ہوا چلی اور درخت کے پتے جھڑنے لگے یہاں تک کہ ایک پتہ بھی درخت پر باقی نہ رہا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب مومن نماز جمعہ ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ گئے ہیں۔ رتن ہندی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کیلئے سات مرتبہ درازی عمر کی دعا فرمائی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ رتن الهندی کا انتقال ۶۳۲ھ کو ہوا تھا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی(م ۸۵۲ھ) نے کہا ہے کہ اگر رتن سچا ہوتا تو دوسری صدی ہجری اور پانچویں صدی ہجری کے درمیان بھی اس کی شہرت ہوتی لیکن ان زمانوں میں اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں ملتی۔ اس کا نام چھٹی صدی ہجری کے آخر میں سامنے آیا ہے۔(الاصابة فی تمیز الصحابة لابن حجر العسقلانی ۳۰۲/۳ ومابعد۔ مسلم الثبوت لمحب الله ۱۶۰/۲' المواهب اللدنية للقسطلانی ۳۸۳/۳' میزان الاعتدال للذهبی ۴۵/۲)

۲۔ شرح مختصر الروضة للطوفی ۱۸۷/۲۔ نزهة النظر شرح نخبة الفكر لابن حجر العسقلانی 'ص ۵۸' التقریب للنووی 'ص ۳۴' الخلاصة فی اصول الحدیث للطیبی' ص ۱۲۳۔ الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث لابن کثیر' احمد محمد شاکر'ص ۱۸۰۔ تدریب الراوی للسیوطی ۲۱۳/۲۔ منتهی الوصول لابن رجب ص ۸۱۔ الاصابة لابن حجر العسقلانی ۹/۱۔ الكفاية للخطيب البغدادی'ص ۵۲' نهاية الوصول للارموی ۲۹۱۱/۷۔ ارشاد الفحول للشوكانی'ص ۱۰۸۔ فتح المغيث للسخاوی ۸۹/۳۔ حاشيه البنانی ۱۶۷/۲۔ تیسر التحریر لامیر بادشاده ۶۷/۳۔ شرح الكوكب المنير لابن النجار ۴۷۸/۲' التمهيد للكلوذانی ۱۷۵/۳۔ البحر المحيط للزركشی ۳۰۵/۴۔ التقييد والايضاح للعراقی'ص ۲۹۹

۱۔ تواتر (۱) کے ساتھ ثابت ہو کہ فلاں شخص صحابی رسول ﷺ ہے۔ مثلاً حضرت ابو بکر صدیقؓ (م ۱۳ھ) کا صحابی ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے اور قرآن تواتر سے ثابت ہے۔ قرآن مجید کی آیت ہے:

"اذھمافی الغار اذیقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا" (۲)

حضرت عمر بن الخطابؓ (م ۲۴ھ) حضرت عثمان بن عفانؓ (م ۳۵ھ) حضرت علیؓ بن ابی طالب (م ۴۰ھ) کے بارے میں تواتر سے ثابت ہے کہ وہ صحابۂ رسول ﷺ ہیں۔

۲۔ اشتہار جس میں تواتر نہ پایا جائے یعنی کسی شخص کا صحابی ہونا مشہور ہو جائے اور پھیل جائے۔ مثلاً حضرت عکاشہ بن محصنؓ (۳) اور حضرت ضمام بن ثعلبہؓ (۴) وغیرہ۔

۱۔ تواتر وہ خبر ہے جس کی روایت کرنے والے افراد ہر زمانے میں اتنی تعداد میں ہوں کہ ان سب کا جھوٹا ہونا عقل کی رو سے عادتاً محال ہو۔ خبر متواتر کا علم قطعی اور یقینی ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ متواتر میں راویوں کی تعداد متعین نہیں ہے (شرح الکوکب المنیر لابن النجار ۳۲٤/۲ ‘المغنی فی اصول الفقه للخبازی ۱۹۱ ‘علوم الحدیث ومصطلحة لصبحی صالح ۱۳۷ ‘التقییدوالایضاح لعراقی ۲۹۹ ‘تیسر مصطلح الحدیث لمحمود الطحان ‘ص ۱۸۔ کشف الاسرار لعبدالعزیز البخاری ٦٥٦/۲ ومابعد)

۲۔ سورة التوبة: ٤۰

۳۔ عکاشہ بن محصن بن حرثان۔ بدری صحابی تھے۔ تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حصہ لیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں مرتدین کے خلاف لڑائی میں شہید ہوئے۔ آپ کا سال وفات ۱۲ھ ہے (الاستیعاب لابن عبدالبر ۱۱۲/۱۰ ومابعد۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۹۲/۳ ‘ الاصابة لابن حجرالعسقلانی ۳۲/۷۔ اسدالغابة لابن الاثیر ٦٤/٤۔ حلیة الاولیاء لابی نعیم ۱۲/۲ ‘ المعارف لابن قتیبة ‘ص ۱۱۹۔ سیراعلام النبلاء للذهبی ۳۰۷/۱ ومابعد۔

۴۔ ضمام بن ثعلبۃ السعدی‘ قبیلہ بنو سعد بن بکر کا نمائندہ بن کر ۷ھ یا ۸ھ کو نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ سوالات پوچھنے کے بعد کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں فرائض ادا کروں گا۔ جن چیزوں سے آپ نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہوں گا۔ اور پھر میں نہ اضافہ کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔ اسکے بعد ضمام اپنے اونٹ پر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر دو چٹیوں والے نے صدق دل سے یہ بات کہی ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گیا (الاستیعاب لابن عبدالبر ۲۰/۵۔ السیرة النبویة لابن هشام ۲۱۹/٤ ومابعد۔ السیرة النبویة لابن کثیر ۱۱٦/٤ ومابعد۔ الاصابة لابن حجر عسقلانی ۱۹۳/۵ ومابعد‘ اسدالغابة لابن الاثیر ۵۷/۳)

۳۔ کسی صحابی کے قول سے دوسرے شخص کا صحابی ہونا لازم آئے (۱) مثلاً کوئی صحابی یہ کہے "میں اور فلاں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھے۔" یا "ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے۔" اس صورت میں اس صحابی کے ہمراہ دوسرے شخص کا صحابی ہونا بھی ثابت ہوگا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دوسرا شخص نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کے وقت مسلمان ہو۔

۴۔ کوئی صحابی یہ خبر دے کہ فلاں شخص صحابی رسول ﷺ ہے چونکہ یہ خبر دینے والا خود صحابی ہے اور تمام صحابہؓ عدول ہیں۔ اس لئے اس کی خبر مقبول ہوگی۔ اگر راوی عادل ہو تو پھر خبر آحاد (۲) قبول کی جائے گی۔ مثلاً ابو موسیٰ اشعریؓ (۳) نے حضرت حممۃ الدوسیؓ (۴) کے صحابی رسول ﷺ ہونے کی خبر دی جو حضرت عمرؓ (م ۲۳) کے زمانے میں دوران جہاد اصفہان (۵) میں وفات پا گئے تھے۔

۵۔ معرفت صحابی کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بارے میں خود کہے "میں صحابی رسول ﷺ ہوں" یا "میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں"۔

۱۔ البحر المحیط للزرکشی ۴/۳۰۵

۲۔ آحاد وہ خبر ہے جس میں تواتر کی شرائط نہ پائی جائیں۔ یعنی جسے اتنے لوگوں نے روایت کیا ہو جن کی تعداد تواتر کی حد کو نہ پہنچی ہو۔ (شرح الکوکب المنیر لابن النجار ۲/۳۴۵۔ تیسیر مصطلح الحدیث للطحان، ص ۲۱۔ المغنی فی اصول الفقہ للخبازی، ص ۱۹۴، کشف الاسرار لعبد العزیز البخاری ۲/۶۷۸)

۳۔ ابو موسیٰ اشعریؓ، عبد اللہ بن قیس۔ قدیم الاسلام تھے۔ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو بصرہ کا حاکم بنایا۔ جنگ صفین (۳۷ھ) میں حضرت علیؓ کی طرف سے ثالث تھے۔ مکہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ ایک قول ہے کہ آپ کوفہ میں فوت ہوئے۔ آپ کے سال وفات کے بارے میں متعدد اقوال ہیں: ۴۲ھ یا ۴۴ھ یا ۵۰ھ یا ۵۲ھ (الطبقات الکبری لابن سعد ۲/۳۴۴ ومابعد۔ الاستیعاب لابن عبد البر ۱۲/۱۵۶ ومابعد۔ الاصابۃ لابن حجر العسقلانی ۱۲/۱۹۴ ومابعد۔ اسد الغابۃ لابن الاثیر ۶/۲۹۹ ومابعد۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی ۲/۳۸۰ ومابعد۔

۴۔ حممۃ بن ابی حممۃ الدوسی۔ صحابی رسول ﷺ۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اصفہان میں شہید ہوئے۔ (الاستیعاب لابن عبد البر ۳/۱۳۶ ومابعد۔ الاصابۃ لابن حجر العسقلانی ۲/۲۸۸ ومابعد۔ اسد الغابۃ لابن الاثیر ۲/۷۵)

۵۔ فارس (ایران) کا شہر (معجم البلدان للیاقوت الحموی ۱/۲۴۴)

مثلاً حضرت تلب العنبری (۱) بیان کرتے ہیں کہ وہ صحبت نبوی میں رہے :

"صحبت رسول اللہ ﷺ فما سمعت منہ لحشرات الارض تحریما" (۲)

قبول دعویٰ صحابیت کی شرائط

ایسی صورت میں دعویٰ صحابی قبول کرنے کے مسئلہ پر علماء کی دو آراء ہیں :

(الف) جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کا یہ قول قبول کیا جائے گا کہ وہ صحابی رسول ﷺ ہے (۳)

البتہ جمہور علماء اس قول کو قبول کرنے کیلئے تین شرائط عائد کرتے ہیں :

پہلی شرط یہ ہے کہ اس شخص کا عادل ہونا ثابت ہو۔ اگر صحابی ہونے کا دعویٰ کرنے والے شخص کی عدالت ثابت ہو جائے تو اس کا دعویٰ صحبت قبول کیا جائے گا کیونکہ اس کی عدالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ صاحب عدالت متقی شخص ہوتا ہے تقوی گناہوں اور معاصی سے باز رکھتا ہے۔ لہذا اس کی عدالت کی بنا پر ظاہراً اس کا دعویٰ مقبول ہوگا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ کسی دوسرے کا قول اسکے دعویٰ کی تردید نہ کرتا ہو۔

قاضی ابو یعلی (م ۴۵۸ھ) نے کہا ہے کہ اگر کسی اور شخص کے صحابی ہونے کے بارے میں صحابی کی خبر قبول کی جائے گی تو اس کی اپنے بارے میں صحابی ہونے کی خبر بدرجہ اولی قبول کی جائے گی۔ (۴)

۱۔ التلب بن ثعلبۃ بن ربیعۃ العنبری۔ صحابی رسول ﷺ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے تین بار دعائے مغفرت فرمائی تھی۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۶۸/۶۔ الاصابة لابن حجر العسقلانی ۳۰۳/۱، اسد الغابة لابن الاثیر ۴۲۴/۱)

۲۔ سنن ابی داود۔ کتاب الاطعمۃ۔ باب فی اکل حشرات الارض۔ ۱۳۵/۳

۳۔ المعتمد فی اصول الفقه لابی الحسین البصری ۱۷۲/۲۔ نزهة النظر شرح نخبة الفكر لابن حجر العسقلانی، ص ۵۸۔ الخلاصة فی اصول الحدیث للطیبی، ص ۱۲۴۔ التقریب للنووی، ص ۳۴۔ تیسیر التحریر لامیر بادشاہ ۶۷/۳۔ الاصابة لابن حجر العسقلانی ۹/۱۔ شرح الکوکب المنیر لابن النجار ۴۷۹/۲۔ تدریب الراوی للسیوطی ۲۱۳/۲، الکفایة للخطیب البغدادی، ص ۵۲۔ التمهید للکلوذانی ۱۷۶/۳۔ العدة فی اصول الفقه لابی یعلی ۹۹۰/۳۔ ۹۹۱، حاشیة البنانی ۱۶۷/۲۔ تیسیر مصطلح الحدیث لمحمود الطحان ص ۱۹۸۔

۴۔ العدة فی اصول الفقه لابی یعلی ۹۹۱/۳۔

(ب) بعض علماء کی رائے جمہور علماء سے مختلف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اپنے بارے میں صحابی ہونے کا قول قبول نہیں کیا جائے گا(۱) ان میں قاضی ابو عبداللہ الصمیری (م ۴۳۶ھ)، ابوالحسین ابن القطان (۲)، علامہ ابن الحاجب (م ۶۳۰ھ)، علامہ آمدی (م ۶۳۱ھ)، علامہ طوفی (م ۷۱۶ھ)، علامہ زرکشی (م ۷۹۴ھ)، علامہ ابن الھمام (م ۸۶۱ھ)، علامہ الجبائی (۳)، علامہ ابن السمعانی (۴)، علامہ ارموی (۵) اور علامہ شوکانی (م ۱۲۲۵ھ) وغیرہ شامل ہیں۔

ان کا موقف یہ ہے کہ اس دعویٰ سے ذاتی منفعت کا حصول لازم آتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے لئے صحابی ہونے کا منصب حاصل کرنا چاہتا ہے۔

ایسے شخص کا قول اپنی ذات کیلئے گواہی ہے۔ کسی انسان کی اپنے حق میں گواہی قبول نہیں ہوتی۔ البتہ کسی اور کی گواہی اس کے حق میں قبول ہو جاتی ہے۔

اگر اسے اس کے دعویٰ کی بنا پر صحابی مان لیا جائے تو دوسروں پر لازم ہو جائے گا کہ وہ اس کے قول کو پکڑیں اور جو بھی وہ روایت کرے اس کو قبول کریں۔ علامہ شوکانی (م ۱۲۲۵ھ) نے کہا ہے ایسے شخص کے قول کو تبھی قبول کیا جائے گا اگر اس کے دعویٰ کی سچائی پر قرائن

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام للآمدی ۱۳۳/۲۔ البحر المحیط للزرکشی ۳۰۶/٤۔ تیسیر التحریر لامیر بادشاہ ۶۷/۳، ارشاد الفحول للشوکانی، ص ۱۰۸، مسلم الثبوت لمحب اللہ ۱۶۱/۲، نہایۃ الوصول للآرموی ۲۹۱۱/۷۔ منتھی الوصول لابن الحاجب، ص ۸۱

۲۔ علی بن محمد بن عبدالملک، کنیت ابوالحسن۔ لقب ابن القطان۔ فقیہ، اصولی، محدث اور مراکش میں طالبان کے رئیس تھے۔ شاہی ملازمت کے ساتھ تدریس حدیث جاری رکھی۔ مختلف حکومتوں میں قاضی رہے۔ آپ نے ۶۲۸ھ میں وفات پائی۔ چند اہم کتب: النزاع فی القیاس النظر فی احکام النظر۔ (تذکرۃ الحفاظ للذھبی ١٤٠٧/٤۔ معجم المؤلفین لعمر رضا کحالۃ ٢١٣/٧)

۳۔ دعوان بن علی حماد الجبائی۔ فقیہ حنبلی، بغداد کے ایک قریہ کی نسبت سے الجبائی کہلائے۔ آپ کا انتقال ۵۴۲ھ کو ہوا۔ (المقصد الارشد لابن مفلح ۳۸۱/۱ ومابعد۔ التاج المکلل لصدیق حسن، ص ۱۹۵ ذیل طبقات الحنابلۃ لابن رجب ۲۱۲/۳)

۴۔ ابوسعید عبدالکریم بن ابی بکر محمد بن ابی المظفر المنصور بن محمد۔ ابن السمعانی کے لقب سے مشہور ہیں۔ شافعی المسلک تھے۔ مرو میں ۵۶۲ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی چند اہم کتب: الانساب۔ المختصر۔ تذییل تاریخ بغداد۔ تاریخ مرو۔ (وفیات الاعیان لابن خلکان ۲۰۹/۳۔ ابجد العلوم لصدیق حسن ۹۷/۲۔ العبر للذھبی ۳۷/۳)

۵۔ محمد بن ابراہیم بن محمد، الارموی، الھندی، الشافعی، فقیہ، اصولی، متکلم، ادیب۔ آپ کا انتقال ۷۱۵ھ کو دمشق میں ہوا۔ آپ کی چند اہم کتب: الزبدۃ والفائق، النہایۃ والرسالۃ السیفیۃ (شذرات الذھب لابن العماد ۳۷/۶)

دلالت کرتے ہوں ورنہ بہت سے جھوٹے لوگوں کا قول بھی قبول کرنا لازم ہو گا جو صحبت کا دعویٰ کریں گے۔(۱)

صحبت نبوی ﷺ کا دعویٰ کرنے والا اگر عادل ہو گا تو وہ ظاہر میں اپنے قول میں سچا ہو گا۔ اور اس کا قول ظن کا فائدہ دے گا قطعی اور یقینی نہیں ہو گا۔ لہذا ظاہری طور پر اس کا قول قبول کر لیا جائے گا قطعی طور پر قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ بات علامہ ابن الھمام (م ۸۶۱ھ) نے کہی ہے(۲)

علامہ جبائی (م ۵۴۶ھ) نے کسی شخص کا خود کیلئے صحابی ہونے کا دعویٰ قبول کرنے پر ایک شرط لگائی ہے کہ کوئی اور عادل شخص بھی اس کے قول کی خبر دے یا ظاہری طور پر موافقت پائی جائے یا یہ بات صحابہ کرامؓ کے درمیان پھیل گئی ہو یا ان صحابہؓ میں سے بعض نے اس پر عمل کیا ہو(۳)

جمہور کے جوابات: جمہور علماء نے مندرجہ بالا اعتراضات کے جوابات دیے ہیں:

۱۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنی ذات کیلئے منفعت کے الزام کی وجہ سے اس کے قول کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا ہوتا ہے کہ راوی نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی خبر روایت کی۔ اس روایت کو قبول کر لیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس خبر کا فائدہ راوی کو ہوتا ہو۔

۲۔ اس کا قول گواہی نہیں ہے بلکہ وہ اپنے بارے میں خبر دے رہا ہے۔ جس سے کسی دوسرے کا کوئی نقصان نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی پر کوئی الزام لاحق ہوتا ہے۔ جبکہ گواہی دینے سے کسی دوسرے پر نقصان لازم ہوتا ہے۔

۳۔ اس کے قول سے کسی دوسرے پر کوئی چیز لازم نہیں آتی کیونکہ صحابی کا قول حجت نہیں ہے۔

مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں جمہور کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے خود کو صحابی قرار دینے والے شخص کا قول قبول کرنے کیلئے جو تین شرائط عائد کی ہیں وہ بہت مناسب ہیں۔ جب صاحب قول کی عدالت اور اس کا نبی اکرم ﷺ کا معاصر ہونا ثابت ہو جائے اور کسی دوسرے کا قول اس کے دعویٰ کو باطل نہ کرے تو پھر کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی کہ اس کا قول

۱۔ ارشاد الفحول للشوکانی، ص ۱۰۸

۲۔ تیسیر التحریر لامیر بادشاہ ۶۸/۳

۳۔ الاحکام فی اصول الاحکام للآمدی ۱۳۳/۲۔ منتھی الوصول لابن الحاجب، ص ۸۱

مقبول نہ ہو۔ ثقہ اور عادل شخص کی خبر کسی دوسرے کے حق میں قابل قبول ہو سکتی ہے تو پھر اس کی ذات کے حق میں بھی قبول کی جائے گی۔

۶۔ معرفت صحابی کا چھٹا طریقہ یہ ہے کہ ثقہ تابعی(۱) بیان کرے کہ فلاں کو نبی اکرم ﷺ کی صحبت حاصل ہے۔

۷۔ علامہ زرکشی (م ۷۹۴ھ) اور علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے لکھا ہے کہ معرفت صحابی کا ایک طریقہ کسی کا مہاجرین یا انصار میں سے ہونا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں شخص مہاجرین یا انصار میں سے ہے تو وہ صحابی تسلیم کیا جائے گا۔(۲)

۸۔ روایت بھی معرفت صحابی کا ایک طریقہ ہے۔ اگر کوئی شخص نبی اکرم ﷺ سے روایت کرے تو وہ بھی صحابی ہے۔

بعد از وفات رسول ﷺ صحابیت :

بعض روایات میں نبی اکرم ﷺ نے ان اہل ایمان کے لئے "صحابہ" کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہوں گے۔ جن کو نبی اکرم ﷺ نے نہیں دیکھا ہو گا۔ اور جنہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہو گا۔

حضرت ام سلمہؓ (۳) روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

"من اصحابی من لااراہ ولا یرانی بعدان اموت ابدا"(۴)

۱۔ تابعی وہ مسلم ہے جس نے کسی صحابی سے ملاقات کی ہو خواہ وہ عرف میں صحابی کی صحبت میں نہ رہا ہو۔ اس کی ایک تعریف یوں بھی ہے کہ تابعی وہ مسلم ہے جو کسی صحابی کی صحبت میں رہا ہو۔ (علوم الحدیث لابن الصلاح ص۳۰۲۔ شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح ۸۲/۱۔ الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث لابن کثیر۔ احمد محمد شاکر ص۱۹۱۔ توضیح الافکار للصنعانی ۴۷۱/۲)

۲۔ البحر المحیط للزرکشی ۳۰۵/۴۔ ارشاد الفحول، ص۱۰۸

۳۔ ہند بنت ابی امیہ بن المغیرۃ ام سلمۃؓ۔ ام المؤمنین۔ قدیم الاسلام تھیں۔ اپنے پہلے شوہر ابو سلمۃ بن عبد الاسد کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی جو وہاں فوت ہو گئے تھے۔ آپ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائیں تو نبی اکرم ﷺ نے آپ کے ساتھ نکاح فرمایا۔ امہات المؤمنین میں سے سب سے آخر میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا سال وفات ۶۱ھ یا ۶۲ھ ہے۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۲۳۰/۱۳ ومابعد۔ الاصابۃ لابن حجر العسقلانی ۲۲۱/۱۳ ومابعد)

۴۔ مسند احمد بن حنبل ۲۹۸/۶۔ مزید ملاحظہ ہو: ۲۹۰/۶، ۳۰۷/۶، ۳۱۲/۶، ۳۱۷/۶۔

مندرجہ بالا حدیث کا ظاہری معنی و مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بھی "صحابہ" کا نام دیا ہے جو آپ کی وفات کے بعد ہوں گے نہ آپ نے ان کو دیکھا ہوگا اور نہ انہوں نے آپ کا دیدار کیا ہوگا۔ اس حدیث کا یہ ظاہری معنی صحابی کی ان تعریفوں کے خلاف جاتا ہے جو محدثین اور اصولیین نے بیان کی ہیں۔

اس حدیث میں دراصل عہد نبوی ﷺ کے بعد آنے والوں کی ایمان لانے کے حوالے سے فضیلت بیان کی گئی ہے۔ انہیں اصطلاحی طور پر "صحابہ" نہیں قرار دیا گیا۔ ان کی فضیلت اس حوالے سے ہے کہ انہوں نے نہ تو عہد نبوی جیسا بہترین زمانہ پایا ہوگا۔ نہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے معجزات کو دیکھا ہوگا اس کے باوجود وہ بغیر دیکھے آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے آپ کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لانے والوں کو دیکھ کر ایمان لانے والوں کے مقابلے میں سات مرتبہ بشارت فرمائی ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ (م ۹۱ھ) یابعد روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"طوبی لمن آمن بی ورآنی مرة وطوبی لمن آمن بی ولم یرنی سبع مرات"(۱)

لفظ صحابہ کا اطلاق صرف عہد نبوی ﷺ کے اہل ایمان پر ہوگا۔ آپ کے زمانے کے بعد والے لوگون پر نہیں ہوگا۔ اس کی تائید حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۷ھ) کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے اپنے زمانے کے اہل ایمان اور مخاطب لوگوں کو صحابہ قرار دیا اور اپنے بعد آنے والے مومنین کو بھائی فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لائے اور فرمایا:

"السلام علیکم دارقوم مومنین واناان شاء اللہ بکم لاحقون وددت اناقد رایناا خواننا' قالواا ولسناا خوانک یارسول اللہ قال انتم اصحابی واخواننا الذین لم یاتوابعد"(۲)

۱۔ مسند احمد بن حنبل ۳/ ۱۵۵۔ حضرت انسؓ سے ہی یہی روایت تھوڑے سے مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔ اس کے علاوہ وہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے بھی اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔ ملاحظہ ہو: مسندابی یعلی ۳/۳٦٥'۳/۳٦٦'۲/۱۲۹' مسند احمد بن حنبل ۳/۷۱۔

۲۔ صحیح مسلم' کتاب الطهارة باب استحباب اطالة العزة والتعجل فی الوضو ۱/۲۸۳۔ حضرت انسؓ بن مالک سے بھی ایسی ہی ایک روایت تھوڑے سے مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔ مزید ملاحظہ ہو: مسند احمد بن حنبل ۲/۳۰۰' ۲/۴۰۸'۳/۱۵۵۔ موطاامام مالک' کتاب الطهارة' باب جامع الوضوء' ص۳۳' مسند ابی عونة ۱/۱۳۸۔

(تم پر سلام ہو۔ یہ مومنین کا گھر ہے اور اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے۔)

مندرجہ بالا نص یہ امر واضح کر دیتی ہے کہ صحابہ سے مراد صرف وہ اہل ایمان ہیں جنہوں نے عہد رسالت میں نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور دیکھا۔ زمانہ نبوت کے بعد مسلمان جو دیدار نبی ﷺ سے محروم رہے وہ صحابہ نہیں بلکہ بھائی ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے تمام مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

"انما المومنون اخو"(۱)

علامہ باجی(۲) کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے قول "انتم اصحابی" سے صحابہ کرامؓ کے بھائی ہونے کی نفی نہیں ہوتی بلکہ آپ ﷺ نے انہیں صحابہ کہہ کر زیادہ درجہ دیا ہے۔ لہٰذا وہ صحابہ بھی ہیں اور بھائی بھی ہیں۔ لیکن جو ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ بھائی ہوں گے صحابہ نہیں ہوں گے۔(۳)

صحابہ کرامؓ کی تعداد

نبی اکرم ﷺ کے وصال کے وقت صحابہ کرامؓ کی کل تعداد کتنی تھی اس کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ اس لئے کہ اس زمانے میں صحابہ کرامؓ کو شمار نہیں کیا گیا اور نہ ہی ایسا کرنا ممکن تھا۔ صحابہ کرامؓ مختلف شہروں اور مقامات میں پھیل گئے تھے۔

۱۔ سورۃ الحجرات: ۱۰

۲۔ سلیمان بن خلف بن سعید، ابو الولید۔ "باجہ" شہر کی نسبت سے "باجی" کہلائے۔ آپ محدث، فقیہ، متکلم، ادیب اور شاعر تھے۔ قرطبہ کے رہنے والے تھے۔ ابتداء میں سونے کے ورق کوٹنے اور وثیقہ نویسی کا کام کیا۔ تدریس بھی جاری رکھی۔ بعد میں اندلس کے کئی شہروں کے قاضی رہے۔ آپ کا سال وفات ۴۷۴ھ ہے۔ آپ کی چند اہم کتب یہ ہیں: المنتقی فی الفقہ۔ المعانی فی شرح الموطا۔ الاستیفاء۔ الایماء۔ الاشارۃ فی اصول الفقہ۔ احکام الفصول فی احکام الاصول۔ کتاب الحدود۔ کتاب فرق الفقہاء۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۱۱۷۸/۳۔ طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۴۳۹)

۳۔ صحیح مسلم بشرح النووی۔ کتاب الطہارۃ، باب اطالۃ العزۃ والتعجیل فی الوضو ۱۳۸/۳

علامہ قسطلانی(م ۹۲۳ھ) نے لکھاہے کہ فتح مکہ (۸ھ) کے موقع پر لشکر کی تعداد دس ہزار تھی۔ غزوہ حنین (۸ھ) میں یہ تعداد بارہ ہزار تھی۔ غزوہ تبوک (۹ھ) میں شریک صحابہؓ کی تعداد ستر ہزار تھی۔ حجۃ الوداع (۱۰ھ) میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نوے ہزار صحابہ کرامؓ شریک ہوئے تھے۔ یہ روایت کیا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی(۱)

علامہ ابن الصلاح (م ۶۴۳ھ)اور علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے ابوزرعۃ الرازی (م ۲۶۴ھ) کے حوالے سے لکھاہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تھی جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیااور آپ ﷺ سے سنا(۲)

صحابہ کرامؓ کی اتنی بڑی تعداد میں سے صرف دس ہزار صحابہ کرامؓ کے حالاتِ زندگی قلمبند کیے جاسکے۔ علامہ الرافعی (م۔۔۔ھ) نے کہاہے کہ جن لوگوں نے صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی پر کتب تحریر کی ہیں ان کی کتب میں موجود صحابہ کرامؓ کی تعداد دس ہزار سے زیادہ نہیں ہے اور اس تعداد میں بوڑھے 'بچے اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ہی وفات پاگئے تھے۔(۳)

صحابی ہونے کی حسرت کرنا

اگر کوئی یہ کہتاہے :"کاش میں صحابی ہوتا" اس کا یہ قول حبِ رسول ﷺ پر دلالت کرتاہے۔ صحابی ہونے کی حسرت کرنے کابظاہر کوئی شرعی مانع نہیں ہے۔ بلکہ احادیث میں دیدارِ رسول ﷺ کی خواہش رکھنے والوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

"من اشدامتی الی حبا ناس یکونون بعدی یؤداحدھم لو رانی باھلہ ومالہ"(۴)

(میری امت میں مجھے سب سے زیادہ چاہنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد ہوں گے اور ان میں سے کوئی یہ خواہش کرے گا کہ کاش اپنے گھر والوں اور اپنے مال کو صدقہ کرے اور مجھے دیکھ لے۔)

۱۔ المواھب اللدنیۃ للقسطلانی ۳۸۷/۳

۲۔ التقیید والایضاح للعراقی 'ص ۳۰۵۔ تدریب الراوی للسیوطی ۲۲۰/۲

۳۔ تدریب الراوی للسیوطی ۲۲۱/۲

۴۔ صحیح مسلم 'کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہاواھلھا' باب فیمن یؤد رؤیۃ النبی ﷺ ۳۸۸/۶۔
مزید ملاحظہ ہو :مسنداحمد بن حنبل ۴۱۷/۲' ۱۷۰/۲۔شرح السنۃ للبغوی ۵۶/۱۴

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

''والذی نفس محمدبیده لیاتین علی احکم یوم ولایرانی ثم لان یرانی احب الیه من اهله وماله معهم''(۱)

(قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے ایک زمانہ ایسا آئے گا جب تم مجھے دیکھ نہ سکو گے اور مجھے دیکھنا تم کو تمہارے گھر والوں اور تمہارے مال سے زیادہ عزیز ہو گا۔

البتہ اگر کوئی شخص یہ کہے :''کاش میں عہد نبوی (ﷺ) میں موجود ہوتا'' تو ایسی حسرت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ عہد رسالت میں محض موجود ہونا کوئی فضیلت نہیں ہے بلکہ اصل فضیلت اور اعزاز اس دور میں ایمان لانا اور صحبتِ رسول اللہ ﷺ سے فیض یاب ہونا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عہد رسالت میں ہونے کی حسرت کرنے والا شخص اس دور کو پالیتا مگر ایمان کی دولت سے محروم رہتا اور اس کا شمار کفار یا منافقین میں کیا جاتا۔ اس لیے عہد رسالت میں ہونے کی حسرت نہیں کرنی چاہیے البتہ صحابی ہونے کی حسرت کرنے میں کوئی حرج نہیں آتا۔

۱۔ صحیح مسلم 'کتاب الفضائل' باب فضل النظر الیه ﷺ ۶۰۷۶۔ مزید ملاحظہ ہو : شرح السنة للبغوی ۱۴/۵۵

کتابیات

۱۔ قرآن مجید

۲۔ ابن الاثیر'ابوالحسن علی بن محمدبن عبدالکریم(م۶۳۰ھ)اسدالغابۃفی معرفۃ الصحابۃ' دارالکتب العلمیۃ' بیروت لبنان۔ الطبعۃ الاولی ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴م

۳۔ ابن الاثیر(م۶۳۰ھ)اللباب فی تھذیب الانساب'مکتبۃ المثنی بغداد۔ سال اشاعت غیر مکتوب۔

۴۔ ابن الاثیر' ابوالسعادات'مبارک بن محمدبن عبدالکریم(م۶۰۶ھ)جامع الاصول من احادیث الرسولؐ-داراحیاء التراث العربی'بیروت لبنان'الطبعۃالثانیۃ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰م

۵۔ احمدبن حنبل' الامام(م۲۴۱ھ)مسنداحمدبن حنبل وبھامشہ کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال۔ المکتب الاسلامی بیروت۔ الطبعۃ الثانیۃ۔

۶۔ احمدعطیہ اللہ'القاموس الاسلامی'مکتبۃالنھضۃالمصریۃ قاھرۃ۔۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸م۔ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳م

۷۔ الارموی' صفی الدین محمدبن عبدالرحیم الھندی(م۹۲۳ھ)نھایۃ الوصول فی درایۃ الاصول-المکتبۃ القاھرۃ مصطفی احمدالباز-مکۃ المکرمۃ-سال اشاعت غیر مکتوب۔

۸۔ اسماعیل باشاالبغدادی' ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون عن اسامی والکتب والفنون-منشورات مکتبۃ المثنی بغداد-سال اشاعت غیر مکتوب

۹۔ اسماعیل باشاالبغدادی' ھدایۃ العارفین اسماء المولفین وآثار المصنفین' منشورات مکتبۃ المثنی بغداد۔ جلد اول ۱۹۵۱۔ جلد ثانی ۱۹۵۵

۱۰۔ الآمدی' سیف الدین ابوالحسن علی بن ابی علی بن محمد(م۶۳۱)الاحکام فی اصول الاحکام۔ دارالحدیث خلف جامع الازھر-سال اشاعت غیر مکتوب۔

۱۱۔ امیربادشاہ' محمدامین(م---ھ)تیسیرالتحریر شرح علی کتاب التحریر فی اصول الفقہ لابن الھمام(م۸۶۱ھ)مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر۱۳۵۱ھ

۱۲۔ البخاری'عبدالعزیزبن احمد(م۷۳۰ھ)کشف الاسرار عن اصول فخرالاسلام البزدوی' دارالکتب العربی بیروت' الطبعۃ الاولی ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱م

۱۳۔ البخاری' محمدبن اسماعیل(م۲۵۶ھ)صحیح بخاری(مترجم)مکتبۃ تعمیرانسانیت اردوبازار'لاھوربار دوم ۱۹۷۹م

۱۴۔ البغوی' ابومحمدالحسین بن مسعود(م۵۱۶ھ)شرح السنۃ ' المکتب الاسلامی 'بیروت الطبعۃ الثانیۃ' ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳م

۱۵۔ البغوی' ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء(م۵۱۶ھ)۔تفسیر البغوی المسمی معالم التنزیل' اعداد وتحقیق خالدعبدالرحمن لعک۔ ادارۃ تالیفات اشرفیۃ ۔ بیرون بوھرگیٹ'ملتان'سال اشاعت غیرمکتوب۔

۱۶۔ البنانی، حاشیۃ النبانی۔ دارالفکر۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲م

۱۷۔ البیھقی، ابوبکراحمدبن الحسن(م۴۵۸ھ)شعب الایمان۔دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان الطبعۃ الاولی۔۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰م

۱۸۔ الترمذی، ابوعیسی محمدبن عیسی(م۲۷۹ھ)جامع ترمذی(مترجم)نعمانی کتب خانہ اردوبازار'لاہور'۱۹۸۸م

۱۹۔ تغری بردی، جمال الدین ابوالمحاسن یوسف(م۸۷۴ھ)الدلیل الشافی علی المنھل الصافی مرکزالبحث العلمی جامعۃ ام القری مکۃ المکرمۃ۔سال اشاعت غیرمکتوب

۲۰۔ التھانوی'کشف اصطلاحات الفنون

۲۱۔ ابن تیمیۃ'تقی الدن احمدبن عبدالحلیم(م۷۲۸)مجموعہ فتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃجمع وترتیب عبدالرحمن بن محمدبن قاسم وابن محمد۔طبع بامرولی العھد فھدبن عبدالعزیز۔الطبعۃ الاولی'۱۳۹۸ھ

۲۲۔ ابن تیمیۃ(م۷۲۸ھ)اقتضاء الصراط المستقیم مخالفۃ اصحاب الجحیم'المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ'لاہور' الطبعۃ الاولی ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸م

۲۳۔ الجرجانی، ابوالحسن(م۸۱۶ھ)المختصرفی اصول الحدیث تحقیق فوادعبدالمنعم احمد، دارالدعوۃ للطبع والنشر والتوزیع۔ الاسکندریہ۔ رقم الایداع۲۸۵۷۔۱۹۸۳

۲۴۔ الجعدی، عمربن علی سمرۃ۔(ولادت۵۴۷ھ۔ سال وفات غالباً۵۸۶ھ)۔طبقات فقھاء الیمن۔دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔الطبعۃ الثانیۃ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱م

۲۵۔ ابن الجوزی'ابوالفرج'عبدالرحمن بن علی بن محمد(م۵۹۷)مناقب الامام احمدبن حنبل مطبعۃ السعادۃ بجوار محافظۃ مصر۔الطبعۃ الاولی۔ *سال اشاعت غیر مکتوب*۔

۲۶۔ ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد۔(م۵۹۷ھ)۔المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، دارالکتب العلمیۃ بیروت۔الطبعۃ الاولی ۱۴۱۲/ ۱۹۹۲م

۲۷۔ ابن حاجب، جمال الدین ابوعمروعثمان بن عمروبن ابی بکر(م۶۴۶ھ)منتھی الوصول والامل فی علمی الاصول والمجدل۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت'لبنان ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵م

۲۸۔ الحاکم نیشابوری، ابوعبداللہ محمدبن عبداللہ الحافظ(م۴۰۵ھ)معرفۃ علوم الحدیث منشورات دارالافاق الجدیدۃ بیروت۔ الطبعۃ الرابعۃ۔۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰م

۲۹۔ ابن حجرالعسقلانی، الحافظ شھاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد(م۸۵۲ھ) الاصابۃفی تمیزالصحابۃ۔مکتبۃالکلیات الازھریۃ۔الطبعۃالاولی۔ *سال اشاعت غیر مکتوب*۔

۳۰۔ ابن حجر العسقلانی'(م۸۵۲ھ)فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ دارالمعرفۃ بیروت لبنان۔الطبعۃ الثانیۃ۔سال اشاعت غیرمکتوب(الطبعۃ الاولی بالمطبعۃ الکبری ببولاق مصر المحمیدۃ۱۳۰۰ھ)

۳۱۔ ابن حجرالعسقلانی(م۸۵۲ھ)نزھۃالنظرشرح نخبۃالفکرفی مصطلح اھل الاثر۔المکتبۃ العلمیۃ فی المدینۃ المنورۃ۔ *سال اشاعت غیر مکتوب*۔

۳۲۔ ابن حجر العسقلانی'(م۸۵۲ھ)لسان المیزان-مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات- بیروت الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۱م

۳۳۔ ابن حجر العسقلانی'(م۸۵۲ھ)-تہذیب التہذیب-مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ حیدرآباددکن-الطبعۃ الاولی-۱۳۲۷ھ

۳۴۔ ابن حجرالمکی'شہاب الدین احمدالہیتمی(م۹۷۴ھ)- الفتاوی الحدیثیۃ- شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر-الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰م

۳۵۔ ابن حزم' ابو محمد علی بن احمد بن سعید(م۴۵۶ھ)-الاحکام فی اصول الاحکام- منشورات دارالآفاق الجدیدۃ بیروت- الطبعۃ الاولی-۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰م

۳۶۔ ابوالحسین البصری' محمدبن علی(۴۳۶ھ)المعتمداصول الفقہ- دارالکتب العلمیۃ بیروت'لبنان-الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳م

۳۷۔ الحسینی ' ابوبکر بن ہدایۃ اللہ(م۱۰۱۴ھ)-طبقات الشافعیۃ-منشورات دارالآفاق الجدیدۃ- بیروت- الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲م

۳۸۔ الخبازی' جلال الدین ابومحمدعمربن محمدبن عمر(م۶۹۱ھ)-المغنی فی اصول الفقہ مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی ' جامعۃ القری مکۃ المکرمۃ- الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ھ

۳۹۔ الخطیب البغدادی' ابوبکراحمد بن علی الثابت(م۴۶۳ھ)-الکفایۃ فی علم الروایۃ دارالکتب العلمیۃ-بیروت لبنان-سال اشاعت غیرمکتوب-

۴۰۔ ابن خلکان'ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر(م۶۸۱ھ)-وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان-دارصادر بیروت-۱۳۹۸ھ/۱۹۸۷م

۴۱۔ الخوارزمی'ابوالمویدمحمدبن محمود(م۶۶۵ھ)جامع المسانیدمجموعۃالاحادیث والآثارتضم۱۵مسانیدللامام ابی حنیفۃ(م۱۵۰)-المکتبۃالاسلامیۃسمندرلائل پور- سال اشاعت غیرمکتوب-

۴۲۔ ابوداؤد'سلیمان بن اشعث(م۲۷۵ھ)سنن ابوداؤد(مترجم)دارالاشاعت کراچی-ت-ن

۴۳۔ الداوودی' شمس الدین محمدبن علی بن احمد(م۹۴۵ھ)-طبقات المفسرین' دارالکتب العلیمۃبیروت لبنان-الطبعۃالاولی ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳م)

۴۴۔ ابن درید الازدی' ابوبکرمحمدبن الحسن(م۳۲۱ھ)-کتاب جمہرۃ اللغۃ-ادارۃ مجلس دائرۃالمعارف العثمانیۃحیدرآباددکن-الطبعۃالاولی ۱۳۵۱ھ

۴۵۔ الدہلوی'احمدشاہ ولی اللہ(م۱۱۷۶ھ)الفوزالکبیرفی اصول التفسیر-قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی-سال اشاعت غیرمکتوب-

۴۶۔ الذہبی ' ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان(م۷۴۸ھ)تذکرۃالحفاظ-دارالفکرالعربی- دائرۃالمعارف عثمانیۃ-حیدرآباددکن الہند-۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶م

۴۷۔ الذہبی (م۷۴۸ھ)سیراعلام النبلاء-مؤسسۃالرسالۃبیروت-لبنان-الطبعۃالاولی ۱۴۰۱ھ

۴۸۔ الذھبی'(م۷۴۸ھ)العبرفی خبرمن غبر۔دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان (ت۔ن)

۴۹۔ الذھبی'(م۷۴۸ھ)میزان الاعتدال۔المکتبۃ الاثریۃ۔جامع مسجداہل حدیث باغ والی سانگلہ ھل ضلع شیخوپورہ پاکستان۔الطبعۃ الاولی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۳م

۵۰۔ ابن رجب' ابوالفرج عبدالرحمن بن شھاب الدین احمد(م۷۹۵ھ)کتاب ذیل طبقات الحنابلۃ'دارالمعرفۃ بیروت لبنان۔*سال اشاعت غیر مکتوب*

۵۱۔ الزرکشی' بدرالدین محمدبن بھادربن عبداللہ(م۷۹۴ھ)البحر المحیط فی اصول الفقہ۔ وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ بالکویت۔الطبعۃ الثانیۃ۔ ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲م

۵۲۔ ابوزھرۃ'محمد۔ابن حنبل حیاتہ وعصرہ۔آراہ وفقھہ'دارالفکر العربی۔(ت۔ن)

۵۳۔ السبکی'تاج الدین عبدالوھاب بن تقی الدین(م۷۷۱ھ)۔طبقات الشافعیۃ الکبری دارالمعرفۃ بیروت لبنان۔ الطبعۃ الثانیۃ۔سال اشاعت غیرمکتوب

۵۴۔ السخاوی'شمس الدین ابو عبداللہ محمدبن عبدالرحمن(م۹۰۲ھ)الضوء اللامع لاھل القرن السابع۔منشورات دارمکتبۃ الحیاۃ بیروت لبنان۔سال اشاعت غیرمکتوب۔

۵۵۔ السخاوی'شمس الدین ابو عبداللہ محمدبن عبدالرحمن(م۹۰۲ھ)فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی(م۸۰۲ھ)الناشردارالامام الطبری۔الطبعۃ الثانیۃ۔ ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲م

۵۶۔ ابن سعد'محمد۔(م۲۳۰ھ)الطبقات الکبری دارصادر بیروت۔۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸م

۵۷۔ السیوطی'جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر(م۹۱۱ھ)۔طبقات الحفاظ۔دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔ ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳م

۵۸۔ السیوطی'جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر(م۹۱۱ھ)۔تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی(م۶۷۶ھ)حققہ عبدالوھاب عبداللطیف۔داراحیاء السنۃ النبویۃ۔ الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۸۹م

۵۹۔ السیوطی'جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر(م۹۱۱ھ)۔الحاوی للفتاوی۔ المکتبۃ التجارۃ الکبری بشارع محمد بن علی بمصر۔الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۸۹م

۶۰۔ ابوشامۃ'عبدالرحمن بن اسماعیل(م۶۶۵ھ)تراجم رجال القرنین السادس والسابع۔ المعروف بالذیل علی الروضتین۔ دارالجیل بیروت لبنان۔الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۷۴م

۶۱۔ الشعرانی'عبدالوھاب۔الیوقیت والجواھرفی بیان عقائد الاکابر۔شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر۔الطبعۃ الاخیرۃ ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹م

۶۲۔ الشوکانی'محمدبن علی بن محمد(م۱۲۵۵ھ)۔ارشادالفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول۔ضبطھاوصححھااحمدعبدالسلام۔دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان' الطبعۃ الاولی ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴م

۶۳۔ الشوکانی'(م۱۲۵۵ھ)البدرالطالع بمحاسن من بعدالقرن السابع۔دارالمعرفۃ بیروت لبنان

۶۴۔ صبحی صالح'الدکتور۔علوم الحدیث ومصطلحہ۔منشورات الرضی قم۔منشورات دارالکتاب الاسلامی۔الطبعۃ الخامسۃ ۱۹۶۳م

۶۵۔ صدیق بن حسن بن علی القنوجی' (م۱۴۰۷ھ)ابجدالعلوم۔مکتبۃالقدوسیۃلاہور الطبعۃ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳م

۶۶۔ صدیق بن حسن بن علی القنوجی' (م۱۳۰۷ھ)تاج المکلل من جواہرمآثرالطرازالآخر والاول۔مکتبۃ دارالسلام للنشر۔

۶۷۔ ابن الصلاح'ابوعمروعثمان بن عبدالرحمن الشہرزوری(م۶۴۳ھ)علوم الحدیث المشہوربہ "مقدمہ ابن صلاح"حققہ نورالدین عتر۔المکتبۃالعلمیۃبالمدینۃالمنورۃ۔۱۹۸۲م

۶۸۔ الطوفی' نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی بن عبدالکریم(م۷۱۶ھ)شرح مختصرالروضۃ تحقیق الدکتورعبداللہ بن عبدالمحسن الترکی۔مؤسسۃالرسالۃبیروت۔الطبعۃالاولی۔ ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷م

۶۹۔ الطیبی'شرف الدین حسین بن محمدبن عبداللہ(م۷۴۳ھ)۔الخلاصۃفی اصول الحدیث احیاء التراث الاسلامی 'دئاسسۃ دیوان الاوقاف۔الجمہوریۃ العراقیۃ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱م

۷۰۔ الطیبی'شرف الدین حسین بن محمدبن عبداللہ(م۷۴۳ھ)۔شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح المسمی الکاشف عن حقائق السنن۔ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃکراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۱۳ھ

۷۱۔ ابن عبدالبر'ابوعمرعمریوسف بن عبداللہ بن محمد(م۴۶۳ھ)الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب۔فی ذیل کتاب الاصابۃلابن حجرالعسقلانی(م۸۵۲ھ)مکتبۃالکلیات الازہریۃ۔الطبعۃالاولی۔سال اشاعت غیرمکتوب

۷۲۔ عبدالعلی بن محمدنظام الدین الانصاری۔فواتح الرحموت۔فی المستصفی للغزالی۔ منشورات الشریف الرضی قم۔المطبعۃالامیریۃببولاق مصر المحمیۃ الطبعۃ الاولی ۱۳۲۴ھ

۷۳۔ ابن عدی'ابواحمدعبداللہ الجرجانی (م۳۶۵ھ)الکامل فی ضعفاء الرجال۔دارالفکر۔ المکتبۃ الاثریۃسانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔سال اشاعت غیر مکتوب۔

۷۴۔ العراقی 'الحافظ زین الدین عبدالرحیم بن الحسین(م۸۰۲ھ)التقییدوالایضاح شرح مقدمہ ابن الصلاح(م۶۴۳ھ)المکتبۃ السلفیۃ بالمدینۃ المنورۃ۔الطبعۃالاولی

۷۵۔ ابن عساکر'ابوالقاسم علی بن الحسن(م۵۷۱ھ)۔تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام ابی الحسن الاشعری۔دارالکتاب العربی بیروت لبنان۔۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹م

۷۶۔ علی القاری'بن سلطان محمد الہروی۔ شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اہل الاثیر فی اصول الحدیث لابن حجرالعسقلانی۔ ناشرعبدالکریم مکتبۃ اسلامیۃ سیران سارکیت کوئٹۃ سال اشاعت غیرمکتوب۔

۷۷۔ ابن العماد'عبدالحی (م۱۰۸۹ھ)شذرات الذہب فی اخبارمن ذہب۔دارالمسیرۃ بیروت طبعۃثانیۃ منقحۃ۔۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۰م

۷۸۔ عمررضاکحالۃ۔معجم المؤلفین تراجم مصنفی الکتب العربیۃ۔داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان۔سال اشاعت غیرمکتوب

۷۹۔ ابوعونۃ' یعقوب بن اسحاق الاسفراینی (م۳۱۶ھ)۔مسند ابی عونۃ۔دارالباز للنشر والتوزیع مکۃ المکرمۃ۔دارالمعرفۃ بیروت لبنان۔سال اشاعت غیرمکتوب۔

۸۰۔ الغزالی'ابوحامدمحمدبن محمد(م۵۰۵ھ)۔المستصفی فی علم الاصول رتبہاوضبطہا محمد عبدالسلام عبدالشافی۔دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳م

۸۱۔ الغزالی'ابوحامدمحمدبن محمد(م۵۰۵ھ)المنقذمن الضلال۔تعلیق وتصحیح الدکتور رشیداحمدجالندری۔ہیئۃ الاوقاف بحکومۃ البنجاب 'لاہور۱۹۷۱م

۸۲۔ الفخرالرازی'محمد بن ضیاء الدین عمر(م۶۰۴ھ)تفسیر الفخرالرازی المشتہر بالتفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب المکتبۃ التجاریۃ۔الشامیۃ۔مکۃالمکرمۃ۔دارالفکربیروت لبنان ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰

۸۳۔ ابن قتیبۃ الدینوری'(م۲۷۶ھ)المعارف احیاء التراث العربی۔بیروت لبنان۔الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰

۸۴۔ القرطبی'ابوعبداللہ محمدبن احمدالانصاری(م۶۷۱ھ)۔الجامع لاحکام القرآن داراحیاء التراث العربی بیروت۔سال اشاعت غیر مکتوب

۸۵۔ القسطلانی'احمدبن محمد(م۹۲۳ھ)۔المواہب اللدنیۃبالمنح المحمدیۃ۔تحقیق صالح احمدالشامی' المکتب الاسلامی بیروت۔دمشق۔عمان۔الطبعۃالاولی ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱م

۸۶۔ ابن قطلوبغا'ابوالغدل زین الدین قاسم(م۸۷۹ھ)تاج التراجم فی طبقات الحنیفۃ۔ ایچ ایم سعیدکمپنی کراتشی باکستان سال اشاعت غیر مکتوب

۸۷۔ القلبوبی' عبدربہ بن سلیمان۔ جامع المعقول والمنقول شرح جامع الاصول لابن الاثیر (م۶۰۶ھ)مطبعۃالمقاھد بجوارقسم الجمالیۃبمصر۔الطبعۃالاولی ۱۳۴۸ھ)

۸۸۔ ابن کثیر' ابوالفداء اسماعیل بن کثیر(م۷۷۴ھ)۔اختصارعلوم الدیث۔ فی الباعث الخبیث لاحمدمحمدشاکر۔جمعیۃاحیاء التراث الاسلامی الکویت۔الطبعۃالاولی ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳م

۸۹۔ ابن کثیر' ابوالفداء اسماعیل بن کثیر(م۷۷۴ھ)۔تفسیرالقرآن العظیم'دارالفکر۔الطبعۃ الاولی ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰م

۹۰۔ الکرمانی' البخاری بشرح الکرمانی۔ داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان طبعۃ ثانیۃ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱م

۹۱۔ الکلوذانی'ابوالخطاب' محفوظ بن احمدبن الحسن(م۵۱۰ھ)۔التمہیدفی اصول الفقہ دراسۃ وتحقیق الدکتورمحمد بن علی بن ابراہیم۔ مرکز البحث العلمی کلیۃ الشریعۃ جامعۃ ام القریٰ المملکۃ السعودیۃ العربیۃ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۵م

۹۲۔ اللکنوی' ابوالحسنات محمد عبدالحی(م۱۳۰۴ھ)۔الفوائد البہیئۃ فی تراجم الحنفیۃ ویلیہا طرب الامثال بتراجم الافاضل۔ قدیمی کتب خانہ آرام باغ'کراتشی۔(ت۔ن)

۹۳۔ ابن اللحام' علاء الدین ابوالحسن علی بن محمدبن علی بن عباس(م۸۰۳ھ) المختصر فی اصول الفقہ علی مذہب الامام احمد بن حنبل۔ حققہ الدکتور محمد مظہر بقاء۔

مرکزلبحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی۔ کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ۔ جامعۃ الملک عبدالعزیز مکۃ المکرمۃ ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰م

۹۴۔ ابن ماجہ۔ابوعبداللہ محمدبن یزیدالقزوینی (م ۲۷۳ھ)سنن ابن ماجہ(مترجم) اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار' لاہور سال اشاعت غیر مکتوب

۹۵۔ مالک بن انس 'الامام(م ۱۷۹ھ)موطا(مترجم)۔اسلامی اکادمی' اردوبازار' لاہور ۱۴۰۲ھ

۹۶۔ محب اللہ بن عبدالشکور(م ۱۱۱۹ھ)۔مسلم الثبوت فی اصول الفقہ۔فی المستصفی من علم الاصول وبذیلہ فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت۔ منشورات الشریف الرضی قم' الطبعۃ الاولی ۱۴۲۴ھ

۹۷۔ المزی' جمال الدین ابی الحجاج یوسف(م ۷۴۲ھ)۔تہذیب الکمال فی اسماء الرجال موسسۃ الرسالۃ۔الطبعۃ الاولی ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲

۹۸۔ محمداکرم النصر بوری السندی' امعان النظر شرح نخبۃ الفکر۔آکادیمۃ الشاہ ولی اللہ بحیدرآباد السندباکستان۔سال اشاعت غیرمکتوب

۹۹۔ محمدباقر الموسوی'روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات۔مکتبۃ اسماعیلیان قم۔دارالمعرفۃ بیروت لبنان۔۱۳۹۰ھ

۱۰۰۔ محمدشمس الحق العظیم آبادی۔عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ومع شرح الحافظ ابن قیم الجوزیۃ دارالفکر بیروت لبنان۔الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۹ھ/۱۹۹۰م

۱۰۱۔ محمودمحمدخطاب'المنہل العذب الموردوشرح سنن الامام ابی داؤد۔مؤسسۃ التاریخ العربی بیروت۔سال اشاعت غیرمکتوب

۱۰۲۔ محمود الطحان الدکتور۔تیسیر مصطلح الحدیث۔نشرالسنۃ ملتان۔(ت۔ن)

۱۰۳۔ المسعودی'ابوالحسن علی بن الحسین بن علی(م ۳۴۶ھ)مروج الذہب ومعادن الجوہر المکتبۃ التجارۃ الکبری باول شارع محمدعلی بمصر۔الطبعۃ الرابعۃ ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴م

۱۰۴۔ مسلم بن حجاج(م ۲۶۱ھ)صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی(مترجم)نعمانی کتب خانہ اردوبازار' لاہور

۱۰۵۔ ابن مفلح' برہان الدین ابراہیم بن محمد(م ۸۸۴ھ)۔المقصدالارشدفی ذکراصحاب الامام احمد۔مکتبۃ الرشد الریاض۔الطبعۃ الاولی ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰م

۱۰۶۔ ابن منظور'ابوالفضل جمال الدین محمدبن مکرم(م ۷۱۱ھ)لسان العرب'دارصادر بیروت۔سال اشاعت غیرمکتوب

۱۰۷۔ ابن النجار'محمد بن احمد بن عبدالعزیز(م ۹۷۲ھ)۔شرح الکوکب المنیر۔المسمی بمختصرالتحریراوالمختبرالمبتکر شرح المختصر فی اصول الفقہ لابن اللحام(م ۸۰۳ھ)۔ مرکزالبحث العلمی جامعۃ الملک عبدالعزیز مکۃ المکرمۃ ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰م

۱۰۸۔ النسائی'احمدبن شعیب بن علی(م ۳۰۳ھ)۔سنن نسائی(مترجم)دارالاشاعت کراچی

۱۰۹۔ ابونعیم الاصبہانی'احمدبن عبداللہ بن احمد(م ۴۳۰ھ)۔معرفۃالصحابۃ مکتبۃ الدار

المدينةالمنورة- مكتبه الحرمين الرياض-الطبعة الاولى ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸م

۱۱۰- ابونعيم الاصبهانی 'احمد بن عبدالله بن احمد(م ۴۳۰ھ)-حلية الاولياء وطبقات الاصفياء دارالكتب العربی بيروت لبنان-الطبعة الثالثة ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰م

۱۱۱- النووی' محی الدين يحی بن اشرف(م ۶۷۶ھ)-التقريب للنووی فن اصول الحديث مكتبة خاور' مسلم مسجد' لاہور ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۸م

۱۱۲- النووی(م ۶۷۶ھ)-تہذيب الاسماء واللغات-دارالكتب العلية بيروت لبنان(ت-ن)

۱۱۳- النووی' محی الدين يحی بن اشرف(م ۶۷۶ھ)-صحيح مسلم بشرح النووی-دارالفكر بيروت لبنان-الطبعة الثانية ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲م

۱۱۴- الهروی' محمدبن علی الفارسی(م ۸۳۷ھ)-جواهرالاصول فی علم حديث الرسول ﷺ المكتبة العلمية بالمدينة المنورة-سال اشاعت غيرمكتوب

۱۱۵- ابن همام الدين' محمد بن عبدالواحد-(م ۸۶۱ھ)كتاب التحرير فی اصول الفقه الجامع بين اصطلاحی الحنفية والشافعية- فی تيسير التحرير لاسير بادشاه-مطبعة مصطفی البابی بمصر ۱۳۵۱ھ

۱۱۶- ابن هشام' ابومحمدعبدالملک(م ۲۱۳یا ۲۱۸ھ)-السيرة النبوية-مطبعة مصطفی البابی واولاده بمصر ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶م

۱۱۷- اليافعی' ابوعبداللهبن اسعدبن علی بن سليمان(م ۷۶۸ھ)مرآة الجنان وعبرة اليقظان فی معرفة مايعتبر من حوادث الزمان-مؤسسة الاعلی للمطبوعات بيروت لبنان-الطبعة الثانية ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰م

۱۱۸- ياقوت الحموی'شهاب الدين ابو عبدالله ياقوت بن عبدالله الحموی(م ۶۲۶ھ)- معجم البلدان- دارالكتب العلمية بيروت لبنان-الطبعةالاولی ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰م

۱۱۹- ابويعلی'احمدبن علی المثنی الموصلی(م ۳۰۷ھ)-مسندابی يعلی الموصلی-دارالقبلة للثقافة الاسلامية جدة-مؤسسة علوم القرآن بيروت-الطبعة الاولی ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸م

۱۲۰- ابويعلی' محمد بن الحسين الفراء القاضی(م ۴۵۸ھ)-العدة فی اصول الفقه-المملكة العربية السعودية الرياض- الطبعة الاولی-۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰م

۱۲۱- ابن ابی يعلی' محمد(م ۵۲۶ھ)-طبقات الحنابلة - دارالمعرفة بيروت لبنان-(ت-ن)